www.avadhnama.com e-paper
LUCKNOW
Postal Registration No. GPOLW/MP-50/2012-14 • RNI No. UPURD/2001/6110
روزنامہ
اودھ نامہ
avadhnama
Rs.3/- Vol- 26 , Issue, 14 Friday , October 09 2026 Pages -8
قیمت ۳/روپیہ جلدنمبر(۲۶)شمارہ نمبر(۱۴) لکھنؤ، بروز جمعہ ۹-اکتوبر ۲۰۲۶ء،مطابق ۲۶/ربیع الآخر-۱۴۴۸ھ صفحات-۸

جنتر منتر احتجاج پر یوتھ کانگریس کی عرضی، سماعت متوقع

نئی دہلی، 08 اکتوبر (یو این آئی) دہلی ہائی کورٹ میں چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار کے خلاف جنتر منتر پر مظاہرے کی اجازت دینے سے دہلی پولیس کے انکار کو چیلنج کرنے والی یوتھ کانگریس کی عرضی پر جمعہ کے روز سماعت ہو سکتی ہے۔ یوتھ کانگریس نے بتایا کہ تنظیم کے سینئر ایڈوکیٹ سنجے گھوش نے بدھ کے روز دہلی ہائی کورٹ کے کارگزار چیف جسٹس نتن واسودیو سامبرے کی بنچ کے سامنے عرضی کا ذکر کیا تھا۔ عدالت نے اس کے بعد معاملے کو جمعہ کے روز سماعت کے لیے فہرست بند کیا ہے۔ یوتھ کانگریس نے امید ظاہر کی ہے کہ معاملے پر جمعہ کے روز سماعت ہوگی۔ عرضی یوتھ کانگریس کے قومی صدر ادے بھانو چب کے ذریعے تنظیم کے لیگل سیل کے چیئرمین ایڈوکیٹ روپیش سنگھ بھدوریا نے دائر کی ہے۔

لکھنؤ میں انڈیگو طیارے کا اگلا حصہ متاثر، مسافر محفوظ

لکھنؤ: حکام کے مطابق، پٹنہ سے لکھنؤ آنے والی انڈیگو کی پرواز (6E925) کے لکھنؤ ایئرپورٹ پر لینڈ کرنے کے بعد اس کے اگلے حصے کو نقصان پہنچنے کا انکشاف ہوا ہے۔ خوش قسمتی کی بات ہے کہ پرواز میں سوار تمام 104 مسافر مکمل طور پر محفوظ ہیں۔ حکام نے پی ٹی آئی کو ابتدائی جانکاری کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ "طیارے نے شام تقریباً معمول کے مطابق چار بجے لینڈنگ کی۔ لینڈنگ کے بعد ایئرپورٹ ٹیم نے پایا کہ طیارے کی نوز (اگلا حصہ) ٹوٹی ہوئی ہے۔ نقصان کو محسوس کرنے کے بعد انڈیگو ٹیم کو مطلع کیا گیا اور طیارے کو گراؤنڈ کر دیا گیا۔ اس واقعے کی وجہ سے کسی کے زخمی ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ہے۔" ایئرپورٹ حکام نے مزید کہا کہ "طیارے کا تکنیکی معائنہ اور دیگر ضروری کارروائی جاری ہے۔

یوپی میں 470 کھلاڑیوں میں پولیس تقرری نامہ تقسیم

وزیر اعلیٰ یوگی نے کہا، کھلاڑیوں کی صلاحیت اور محنت کو ترجیح

لکھنؤ: اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ نے کہا ہے کہ ریاستی حکومت اب تک تقریباً ایک ہزار کھلاڑیوں کو براہِ راست بھرتی کے ذریعے تقرری کے خطوط فراہم کر چکی ہے ، جبکہ آج مزید 470 کھلاڑیوں کو تقرری کے خطوط دیے جا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی بڑی تعداد میں دیگر کھلاڑیوں کے انتخاب کا عمل بھی جاری ہے۔ انہوں نے کہا کہ کھلاڑیوں کو ان کی صلاحیت اور استعداد کے مطابق مواقع فراہم کرنے کے لیے ریاست کی کھیل پالیسی کو مسلسل مضبوط کیا جا رہا ہے۔ وزیر اعلیٰ جمعرات کو یہاں اتر پردیش پولیس میں ماہر کھلاڑی کوٹے کے تحت منتخب 470 کھلاڑیوں میں تقرری کے خطوط تقسیم کرنے کے بعد خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے 15 منتخب کھلاڑیوں کو بنفسِ نفیس تقرری کے خطوط دیے۔ اس موقع پر تمام منتخب کھلاڑیوں کو مبارکباد دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ آج سے ان کا " جرسی سے وردی " کا سفر شروع ہو رہا ہے۔ کھلاڑیوں نے کھیل کے میدان میں نظم و ضبط ، ٹیم ورک ، وقت کی قدر ، محنت اور مقصد کے تئیں جس لگن کے ساتھ کامیابی حاصل کی ہے ، اسی جذبے کے ساتھ انہیں اتر پردیش پولیس میں اپنی ذمہ داریاں انجام دینی چاہئیں۔ یوگی آدتیہ ناتھ نے کہا کہ ایک کھلاڑی کی زندگی صبح سویرے اٹھ کر باقاعدہ مشق کرنے ، مشکل حالات میں بھی اپنے ہدف پر ثابت قدم رہنے اور اپنی توانائی کو درست سمت میں صرف کرنے سے تشکیل پاتی ہے۔ شدید سردی ، بارش ، وسائل کی کمی اور نامساعد خاندانی حالات کے باوجود کھلاڑیوں نے اپنی مشق جاری رکھی۔ پولیس سروس میں آنے کے بعد بھی یہی جذبہ ، نظم وضبط اور محنت ان کی شناخت بنی چاہیے۔ انتخابی عمل میں شفافیت کا ذکر کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ نے بتایا کہ تقرری پانے والے 470 کھلاڑیوں میں 303 مرد اور 167 خواتین شامل ہیں۔ ان میں سول پولیس میں کانسٹیبل کے لیے ،295 سب انسپکٹر (سول پولیس (کے لیے 43 اور کانسٹیبل (پی اے سی (کے لیے 132 کھلاڑی منتخب ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ تقرری کا خط حکومت کی عنایت یا کسی کی مہربانی کا نتیجہ نہیں ، بلکہ کھلاڑیوں کے پسینے ، محنت اور صلاحیت کا اعتراف ہے۔ انتخابی عمل میں نہ کسی سفارش کی ضرورت پڑی اور نہ لین دین کی ، جبکہ کسی بھی بیرونی اثر کو حاوی نہیں ہونے دیا گیا۔ انتخاب کا واحد معیار کھلاڑیوں کی صلاحیت اور محنت رہی۔

وزیر اعلیٰ نے کہا کہ یہ تقرری صرف کھلاڑیوں کے لیے ہی نہیں بلکہ ان کے والدین کے خوابوں کی تعبیر کا بھی موقع ہے۔ سال 2017 سے قبل ریاست میں کھیلوں میں نمایاں صلاحیت رکھنے والے نوجوانوں کو پولیس یا دیگر محکموں میں براہِ راست بھرتی کے ذریعے تقرری دینے کا کوئی واضح نظام موجود نہیں تھا۔ ریاستی حکومت نے کھیلوں کی صلاحیتوں کی حوصلہ افزائی کے لیے براہِ راست بھرتی کا نظام شروع کیا۔ انہوں نے کہا کہ زندگی میں کامیابی کی اپنی اہمیت ہے ، لیکن شکست کے بعد دوبارہ اٹھ کر جدوجہد کرتے ہوئے کامیابی حاصل کرنے والے کھلاڑی کے لیے وہ کامیابی کہیں زیادہ معنی رکھتی ہے۔ کھلاڑیوں کو ہر صورتِ حال میں جدوجہد کا جذبہ برقرار رکھتے ہوئے ملک کے لیے تمغے جیتنے کا ہدف لے کر آگے بڑھنا چاہیے۔ یوگی آدتیہ ناتھ نے کہا کہ اولمپک ، کامن ویلتھ اور ایشیائی کھیلوں میں تمغے جیتنے والے ریاست کے کھلاڑیوں کو پولیس میں اعلیٰ عہدوں پر براہِ راست تقرری دی گئی ہے۔ ریاستی حکومت اب تک ایسے سات ماہر کھلاڑیوں کو ڈپٹی ایس پی کے عہدے پر مقرر کر چکی ہے۔ ہاکی کھلاڑی للت اپادھیائے اور راج کمار پال کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ کھیلوں کی صلاحیتوں کو عزت اور مناسب مواقع فراہم کرنے کے لیے ریاست کی کھیل پالیسی میں ضروری تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ ریاستی حکومت اب تک اولمپک اور دیگر بین الاقوامی مقابلوں میں ریاست کے لیے تمغے جیتنے والے کھلاڑیوں کو 200 کروڑ روپے سے زیادہ کی حوصلہ افزائی رقم فراہم کر چکی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کھلاڑیوں کی کامیابیوں کو اعزاز دینے اور انہیں آگے بڑھنے کے مزید مواقع فراہم کرنے کے لیے پوری طرح پرعزم ہے۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ سال 2017 کے بعد ریاست میں کھیلوں کے بنیادی ڈھانچے کی ترقی پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ غیر قانونی قبضوں سے آزاد کرائی گئی سرکاری اور عوامی اراضی کو کھیلوں کی سرگرمیوں کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ گاؤں سے بلاک ، ضلع اور ریاستی سطح تک کھیل کے میدان ، منی اسٹیڈیم ، اسٹیڈیم اور بین الاقوامی معیار کی کھیل سہولتیں تیار کی جا رہی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ہر کمشنری میں اسپورٹس کالج قائم کیے جا رہے ہیں ، جہاں مختلف کھیلوں کے لیے سینٹر آف ایکسیلنس بھی قائم کیے جا رہے ہیں۔ ان مراکز میں کھلاڑیوں کو بین الاقوامی معیار کے مطابق مشق ، تربیت اور کوچنگ کی سہولت فراہم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

انڈیا اتحاد کا احتجاج تیسرے روز بھی جاری، گیانیش کمار کے استعفے کا مطالبہ

راج گھاٹ پر اپوزیشن رہنماؤں کا گاندھی جی کو خراجِ عقیدت، 'ووٹ چوری' کے خلاف جدوجہد جاری رکھنے کا عزم

نئی دہلی: چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار کے استعفے کے مطالبے کو لے کر انڈیا اتحاد کا احتجاج جمعرات کو تیسرے روز بھی جاری رہا۔ کانگریس صدر ملکارجن کھڑگے، لوک سبھا میں اپوزیشن لیڈر راہل گاندھی، کانگریس رکن پارلیمنٹ پرینکا گاندھی واڈرا اور انڈیا اتحاد کے دیگر ارکان پارلیمنٹ راج گھاٹ پہنچے، جہاں انہوں نے مہاتما گاندھی کو خراج عقیدت پیش کیا اور احتجاج جاری رکھنے کا عزم ظاہر کیا۔ کانگریس صدر ملکارجن کھڑگے نے کہا کہ احتجاج کا یہ تیسرا دن ہے اور اپوزیشن نے پُرامن طریقے سے احتجاج کرتے ہوئے عوام کے مسائل اٹھائے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انڈیا اتحاد کے رہنماؤں نے گاندھی جی کی سمادھی پر جا کر دعا کی کہ مودی حکومت کو سدبدھی آئے اور وہ 'ووٹ چوری' بند کرے۔ کھڑگے نے کہا کہ 'ووٹ چوری' کرنے والوں کو استعفیٰ دینا چاہیے اور عوام کے ووٹ کے حق کا تحفظ یقینی بنایا جانا چاہیے۔ کانگریس رہنما رنجیت رنجن نے کہا کہ مہاتما گاندھی نے ملک کو عدم تشدد کا سبق سکھایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اپوزیشن کا حق ہے کہ وہ حکومت کو اس کی پالیسیوں کے بارے میں بتائے۔ رنجیت رنجن نے الزام لگایا کہ حکومت نے آزاد اداروں کو کٹھ پتلی بنا دیا ہے۔ ان کے مطابق اپوزیشن گیانیش کمار سے ملاقات کرنا چاہتی ہے، لیکن اسے ملاقات کی اجازت نہیں دی جا رہی۔ کانگریس رہنما راگنی نائک نے کہا کہ گیانیش کمار کو استعفیٰ دینا ہوگا اور جن 13 کروڑ شہریوں کے نام ووٹر لسٹ سے مبینہ طور پر غلطی سے حذف ہوئے، ان کے نام دوبارہ شامل کیے جانے چاہئیں۔ سی پی آئی (ایم) رہنما وی شیوداسن نے کہا کہ ارکان پارلیمنٹ نے مہاتما گاندھی کو خراج عقیدت پیش کیا اور گیانیش کمار کے استعفے کے مطالبے پر جدوجہد جاری رکھنے کا عزم کیا۔ کانگریس رہنما پون کھیڑا نے کہا کہ انڈیا اتحاد کے تمام اپوزیشن ارکان راج گھاٹ پہنچے، دعا کی اور مہاتما گاندھی کو خراج عقیدت پیش کیا۔

'مودی، شاہ اور گیانیش کمار نے ہندوستان کو ہائی جیک کر لیا'، راہل گاندھی کا حملہ

نئی دہلی: لوک سبھا میں قائد حزب اختلاف راہل گاندھی نے خصوصی گہری نظرثانی (ایس آئی آر) کے معاملے پر ایک بار پھر مرکزی حکومت اور الیکشن کمیشن کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وزیر اعظم نریندر مودی، مرکزی وزیر داخلہ امت شاہ، چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار اور آر ایس ایس سربراہ موہن بھاگوت نے ایک 'مجرمانہ سازش' کے ذریعے ہندوستان کو 'ہائی جیک' کر لیا ہے۔ راہل گاندھی نے کہا کہ لوک سبھا اور راجیہ سبھا کے تقریباً 300 ارکان پارلیمنٹ پرامن طریقے سے احتجاج کرنا چاہتے ہیں، لیکن گزشتہ دو دنوں سے انہیں مظاہرہ کرنے سے روکا جا رہا ہے۔

ڈیجیٹل نظام سے 5 لاکھ کروڑ روپے کی بچت: مودی

غلط ہاتھوں' میں جانے والی رقم روکی، موبائل گورننس نے عام لوگوں تک سرکاری خدمات پہنچائیں

نئی دہلی، 08 اکتوبر (یو این آئی) وزیرِ اعظم نریندر مودی نے جمعرات کے روز کہا کہ ان کی حکومت نے موبائل مواصلاتی ٹیکنالوجی کے ذریعے عوام کے لاکھوں کروڑ روپے غلط ہاتھوں میں جانے سے بچائے ہیں اور بہت سے لوگوں کی مفت کی کمائی بند کی ہے، اور ایسے ہی لوگ آج ان کی مخالفت کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے غلط کاموں کو بند کرنے کا عزم کر رکھا ہے اور ایسا کر کے رہیں گے چاہے ان کی مخالفت کرنے والے کتنا ہی شور کیوں نہ مچائیں۔ مسٹر مودی یہاں یشوبھومی میں انڈیا موبائل کانگریس 2026 کا باضابطہ افتتاح کر رہے تھے۔ ان کا یہ بیان ایسے ماحول میں اہم مانا جا رہا ہے جب اپوزیشن ریاستوں کی ووٹر فہرستوں کے خصوصی تفصیلی نظرثانی (ایس آئی آر) کے الیکشن کمیشن کے پروگرام کے تعلق سے مودی حکومت پر دباؤ بنانے کے لیے جگہ جگہ دھرنے اور مظاہرے کر رہی ہے اور چیف الیکشن کمشنر کے استعفے کا مطالبہ کر رہی ہے۔ وزیرِ اعظم نے کہا، آج حکومت کی سینکڑوں خدمات موبائل فون پر دستیاب ہیں۔ سرکاری امداد اب براہ راست مستفیدین کے کھاتے میں جاتی ہے۔ ڈائریکٹ بینیفٹ ٹرانسفر (ڈی بی ٹی) سے تقریباً 50 لاکھ کروڑ روپے براہ راست مستفیدین کے موبائل میں بھیجے گئے اور ان کے بینک اکاؤنٹ میں پہنچے۔

اور اس سے تقریباً 5 لاکھ کروڑ روپے۔ یہ ہندسہ چھوٹا نہیں ہے۔ 5 لاکھ کروڑ روپے غلط ہاتھوں میں جانے سے بچے ہیں۔ مسٹر مودی نے کہا، "اب مجھے بتائیے، جن کی یہ مفت کی کمائی بند ہوگئی ہے، کیا وہ مودی سے محبت کریں گے؟ میں نے صحیح کیا یا نہیں؟ کرنا چاہیے تھا یا نہیں؟ یہ سارے غلط کام بند ہونے چاہئیں یا نہیں؟ وہ کتنے ہی چلاتے رہیں، چیختے رہیں، میں اس کا عزم کر کے بیٹھا ہوں، کر کے رہوں گا۔ مسٹر مودی نے کہا کہ ٹیلی کام کے شعبے میں ہندوستان میں گزشتہ 10-12 سال میں جو انقلاب آیا ہے اس کا شہریوں کو براہ راست فائدہ ہوا ہے۔ انہوں نے ملک و بیرونِ ملک سے آئی ہوئی ٹیلی کام کی دنیا کی اہم شخصیات سے خطاب کرتے ہوئے کہا، "آپ جانتے ہیں کہ ہندوستان زبان اور جغرافیہ، ہر لحاظ سے ایک متنوع ملک ہے۔ اس کی وجہ سے لوگوں کی زندگی میں کئی دشواریاں بھی آتی تھیں۔ موبائل کنیکٹوٹی نے اس تنوع کو بھی سہولت سے جوڑ دیا ہے۔

بالی ووڈ اداکار نانا پاٹیکر کا 75 سال کی عمر میں انتقال

گوا۔ بالی ووڈ کے معروف اداکار نانا پاٹیکر کا انتقال ہو گیا ہے۔ 75 سال کی عمر میں انہوں نے آخری سانس لی۔ رپورٹس کے مطابق انہیں گوا کے ڈونا پاؤلا میں واقع ان کی رہائش گاہ پر بے ہوشی کی حالت میں پایا گیا، جس کے بعد انہیں فوری طور پر اسپتال لے جایا گیا، جہاں ڈاکٹروں نے انہیں صبح 20:5 بجے مردہ قرار دے دیا۔ ابتدائی جانچ میں بتایا گیا کہ انہیں شدید قلبی دورہ پڑا تھا۔ اسپتال لائے جانے کے بعد ڈاکٹروں نے تقریباً 45 منٹ تک انہیں ہوش میں لانے کی کوشش کی، لیکن کوئی رسپانس نہیں ملا۔ خبر رساں ایجنسی 'آئی اے این ایس' کے مطابق منی پال اسپتال کے شعبہ آنکولوجی کے سربراہ ڈاکٹر شیکھر سالکر نے بتایا کہ "مسلسل 45 منٹ تک سی پی آر دینے کے باوجود انہیں بچایا نہیں جا سکا۔ میڈیکو لیگل کیس (ایم ایل سی) درج کیا گیا ہے اور پوسٹ مارٹم کیا جائے گا۔"

مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ڈالی گنج قبرستان میں سپرد خاک

ندوہ کی علمی روایت، عربی صحافت اور تصنیف و تدریس کی ایک طویل زریں دور کا اختتام

لکھنؤ: 8 اکتوبر (پی این ایس) ایشیا کی عظیم اور ممتاز دینی درسگاہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے مہتمم، انٹیگرل یونیورسٹی کے چانسلر، اور بین الاقوامی سطح پر معروف عالمِ دین و منفرد عربی ادیب مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی آج ڈالی گنج قبرستان میں ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں نم آنکھوں کیساتھ سپرد خاک کر دیا گیا۔ بدھ کی شام مولانا کے سانحہ ارتحال کی خبر عام ہوتے ہی برصغیر سمیت پورے عالمِ اسلام کے تعلیمی، فکری اور دینی حلقوں میں گہرے رنج و غم کی لہر دوڑ گئی ہے۔ ان کا انتقال علمی دنیا کے لیے ایک ایسا ناقابلِ تلافی خسارہ ہے جس کی تلافی مدتوں ممکن نہیں ہو سکے گی۔ مولانا کی رحلت پر ملک و بیرونِ ملک کے سرکردہ علماء ، دانشوروں، سماجی رہنماؤں اور سیاسی شخصیات نے گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے اسے علم و فکر کے ایک زریں دور کا اختتام قرار دیا ہے۔ علماء کی ایک بڑی تعداد نے اسے مَوتُ العالِم مَوتُ العالَم قرار دیا اور کہا کہ وہ ایک بلند پایہ مصنف، بصیرت افروز ادیب، زیرک صحافی اور عربی زبان و ادب کے ایسے مستند ماہر تھے جن کی علمی خدمات کا دائرہ سرحدوں سے ماورا تھا۔ حضرت مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی کی پوری زندگی ہندوستان میں اسلامی تعلیمات کے فروغ، عربی زبان و ادب کی ترویج، معتدل صحافت کی آبیاری اور دینی و تعلیمی اداروں کی بےلوث خدمت سے عبارت رہی ہے۔

بھارت میں ووٹ دینے کا حق انسانی حق نہیں: این ایچ آر سی چیئرمین

پٹنہ: قومی انسانی حقوق کمیشن (این ایچ آر سی) کے چیئرمین اور سپریم کورٹ کے سابق جج جسٹس وی۔ راماسبرامنیم نے کہا ہے کہ بھارت میں ووٹ دینے کے حق کو انسانی حق نہیں سمجھا جاتا، حالانکہ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے عالمی اعلامیے (یو ڈی ایچ آر) اور بین الاقوامی عہد نامہ برائے شہری و سیاسی حقوق (آئی سی سی پی آر) میں عوام کے ملک کی حکمرانی میں حصہ لینے کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستان میں اس معاملے پر بحث جاری ہے۔ پٹنہ میں ای ٹی وی بھارت سے گفتگو کرتے ہوئے جسٹس راماسبرامنیم نے کہا کہ بھارتی سپریم کورٹ 1954 سے یہ موقف اختیار کرتی آئی ہے کہ ووٹ دینے کا حق ایک قانونی حق ہے۔ تاہم، انہوں نے کہا کہ اس مسئلے کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے، کیونکہ بین الاقوامی انسانی حقوق کے معیارات میں ملک کی حکمرانی میں حصہ لینے کو ایک انسانی حق تسلیم کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سوال یہ ہے کہ حکمرانی میں عوام کس طرح حصہ لیتے ہیں؟ اس کا بنیادی ذریعہ ووٹ دینے کا حق ہے۔ ان کے مطابق آئی سی سی پی آر کے آرٹیکل 25 میں بھی حکمرانی میں حصہ لینے کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے۔

امریکہ ایران پر حملوں کا منصوبہ بنا رہا ہے

واشنگٹن، 8 اکتوبر (یواین آئی) امریکہ کے میڈیا رپورٹس کے مطابق، وائٹ ہاؤس نے پینٹاگون سے ایران کو نشانہ بنانے کے لیے ایسے فوجی حملوں کے منصوبے تیار کرنے کی درخواست کی ہے جن پر 3 نومبر کو ہونے والے امریکی وسط مدتی انتخابات سے قبل عمل کیا جا سکے۔ ان رپورٹس کے جواب میں پینٹاگون کے ایک اہلکار نے کہا کہ ”وزارتِ دفاع کا کام صدر کے سامنے فوجی منصوبے تیار کر کے پیش کرنا ہے۔“ اہلکار نے اس مخصوص منصوبہ بندی کی نہ تو تصدیق کی اور نہ ہی تردید۔ دی اٹلانٹک کی ایک نیوز رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ممکنہ حملوں کے دائرہ کار، ہدف بنائی جانے والی فہرستوں اور حتمی منظوری پر تاحال اندرونی بحث جاری ہے، کیونکہ صدر کے متعدد مشیروں کا استدلال ہے کہ حملوں کے لیے اسٹریٹجک وقت مڈٹرم انتخابات کے بعد زیادہ موزوں رہے گا تاکہ ملکی سطح پر ایندھن کی قیمتوں میں اضافے سے بچا جا سکے۔ وائٹ ہاؤس کے ایک اہلکار نے اس بات پر زور دیا کہ صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے پاس کسی بھی وقت تمام متبادل دستیاب ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ امریکہ انتہائی مضبوط پوزیشن میں ہے، صدر ٹرمپ تمام پتے اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں اور وہ وہی کریں گے جو ملک کے لیے بہترین ہوگا۔ ایکسیوس نے بدھ کو انکشاف کیا کہ پینٹاگون نے چند روز قبل امریکی سینٹرل کمانڈ کو ایران کے خلاف توانائی، انفراسٹرکچر اور جوہری تنصیبات پر مشتمل بڑے پیمانے پر جنگی آپریشن دوبارہ شروع کرنے کی تیاریاں مکمل کرنے کی ہدایت کی ہے۔ اگرچہ اس ہدایت میں حملے کی کوئی قطعی تاریخ مقرر نہیں کی گئی، تاہم امریکی اور اسرائیلی ذرائع نے اشارہ دیا ہے کہ یہ کارروائی 27 اکتوبر کو ہونے والے اسرائیلی پارلیمانی انتخابات کے ساتھ ہی شروع ہو سکتی ہے۔ یہ منصوبہ بندی جمعہ کے روز ٹرمپ کی قومی سلامتی کی ٹیم کے درمیان کیمپ ڈیوڈ میں ہونے والے ایک طویل اجلاس کے بعد سامنے آئی ہے۔ بدھ کے روز، ٹرمپ نے اسرائیلی وزیر اعظم بن یامین نیتن یاہو سے براہِ راست فون پر بات کی جو حالیہ دنوں میں ان کے درمیان دوسرا رابطہ تھا۔ براہِ راست دشمنی کا آغاز 28 فروری کو ہوا تھا جب امریکہ اور اسرائیل نے ایران کے خلاف جنگ شروع کی تھی، جس کے نتیجے میں علاقائی میزائل جوابی حملے ہوئے اور آبنائے ہرمز میں خلل پیدا ہوا تھا۔ اگرچہ پاکستان اور قطر کی ثالثی میں ہونے والی مفاہمت کی یادداشت کے بعد جون میں جنگ بندی ہوئی تھی، تاہم جوہری مطالبات، پابندیوں اور سمندری گزرگاہوں کے معاملات پر سفارتی مذاکرات تعطل کا شکار ہو چکے ہیں۔

امریکہ نے ثالث کے ذریعے تجاویز بھیجیں
آبنائے ہرمز کھولنے کے لیے 7 شرائط پر قائم: ایران

ایرانی پارلیمنٹ کے اسپیکر محمد باقر قالیباف کا دعویٰ ہے کہ امریکہ نے ثالث کے ذریعے تہران کو کچھ تجاویز بھیجی ہیں۔ ایران نے سات شرائط پوری ہونے تک آبنائے ہرمز نہ کھولنے کا اعلان کیا ہے ایران نے دعویٰ کیا ہے کہ امریکہ نے حالیہ دنوں میں ایک ثالث کے ذریعے تہران کو کچھ تجاویز بھیجی ہیں، تاہم ان تجاویز کی تفصیلات سامنے نہیں لائی گئی ہیں۔ ایرانی پارلیمنٹ کے اسپیکر محمد باقر قالیباف نے کہا ہے کہ امریکی حکام میڈیا میں کچھ اور بیانات دیتے ہیں، جبکہ پسِ پردہ ثالثوں کے ذریعے تجاویز بھیجی جا رہی ہیں۔ بی بی سی فارسی کے مطابق، محمد باقر قالیباف نے ایرانی پارلیمنٹ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ”امریکی حکام میڈیا میں کچھ اور کہتے ہیں، لیکن حال ہی میں انہوں نے ثالثوں کے ذریعے تجاویز بھیجی ہیں۔“ قالیباف نے امریکی تجاویز کی نوعیت یا ان میں پیش کی گئی شرائط کی وضاحت نہیں کی۔ تاہم انہوں نے واضح کیا کہ آبنائے ہرمز کو کھولنے کے معاملے پر ایران اپنے موقف سے پیچھے نہیں ہٹے گا۔ ایرانی پارلیمنٹ کے اسپیکر کے مطابق، جب تک اسلام آباد مفاہمتی یادداشت کی بنیاد پر پیش کی گئی ایران کی سات شرائط پوری نہیں کی جاتیں، آبنائے ہرمز نہیں کھولا جائے گا۔ ایران کی جانب سے یہ بیان ایسے وقت میں سامنے آیا ہے جب آبنائے ہرمز کے حوالے سے عالمی سطح پر تشویش برقرار ہے۔ دوسری جانب ایران کی وزارت خارجہ کے ترجمان اسماعیل بقائی نے کہا ہے کہ سپریم نیشنل سکیورٹی کونسل کے تحت کام کرنے والی چھ رکنی کمیٹی امریکہ کے ساتھ ہونے والی بات چیت کی قیادت کرے گی۔ ایرانی صدر مسعود پزشکیان نے بھی حال ہی میں ایک ”چھ رکنی ٹیم“ کا ذکر کیا تھا۔ ان کے مطابق امریکہ سے متعلق معاملات میں فیصلے کرنے کا اختیار اسی ٹیم کے پاس ہے اور تمام فیصلے اس کے ساتھ ہم آہنگی کے بعد نافذ کیے جاتے ہیں۔ ایرانی سرکاری میڈیا نے سی بی ایس کو دیے گئے ایک انٹرویو کے بعد اس اعلیٰ سطحی کمیٹی کے ارکان کے بارے میں معلومات جاری کی تھیں۔ کمیٹی میں صدر، پارلیمنٹ کے اسپیکر، سپریم نیشنل سکیورٹی کونسل کے سیکریٹری، مسلح افواج کے سربراہ، پاسدارانِ انقلاب اسلامی کے کمانڈر ان چیف اور ایک اور رکن شامل ہیں۔ اسماعیل بقائی کے تازہ بیان سے ایران کے وزیر خارجہ عباس عراقچی کی بھی اس کمیٹی میں شمولیت کی تصدیق ہو گئی ہے۔ بقائی نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ اعلیٰ سطحی کمیٹی میں وزیر خارجہ کی موجودگی اس بات کا ثبوت ہے کہ ایران کا سفارتی نظام قومی سلامتی سے متعلق بڑے فیصلوں کے ساتھ مکمل طور پر ہم آہنگی میں کام کر رہا ہے۔ ایرانی حکام کے بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ امریکہ کے ساتھ ممکنہ مذاکرات کے لیے تہران نے ایک اعلیٰ سطحی فیصلہ ساز نظام تشکیل دیا ہے، جس میں سیاسی، سفارتی، سلامتی اور عسکری قیادت کے اہم نمائندے شامل ہیں۔

بنگلہ دیش کو دسمبر تک گنگا آبی تقسیم معاہدے کے نئے سرے سے طے پانے کی امید

ڈھاکہ، 8 اکتوبر (یواین آئی) بنگلہ دیش کو امید ہے کہ موجودہ 30 سالہ معاہدے کی مدت 12 دسمبر 2026 کو ختم ہونے سے قبل ہندوستان کے ساتھ گنگا کے پانی کی تقسیم کے ایک نئے معاہدے کو حتمی شکل دے دی جائے گی۔ بنگلہ دیش کے آبی وسائل کے وزیر شاہد الدین چودھری انی نے جمعرات کو یہ بات کہی۔ بنگلہ دیش انسٹی ٹیوٹ آف انٹرنیشنل اینڈ اسٹریٹجک اسٹڈیز (بی آئی آئی ایس ایس) میں ایک سیمینار کے بعد صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے انی نے کہا کہ 1977 کے معاہدے میں شامل ضمانتی شق کو بحال کرنا ڈھاکہ کی اہم ترجیحات میں شامل ہے۔ گنگا آبی تقسیم معاہدے پر بنگلہ دیش اور ہندوستان نے 12 دسمبر 1996 کو دستخط کیے تھے، جس کی مدت 30 سال مقرر کی گئی تھی۔ انی نے کہا کہ بنگلہ دیش طویل مدتی معاہدے کا بھی خواہاں ہے، جس میں ضمانتی شق شامل ہو۔ انہوں نے کہا، 1977 کے معاہدے میں، جس پر صدر ضیاء الرحمن کے دور میں دستخط ہوئے تھے، ابتدائی پانچ برس کے لیے ضمانتی شق شامل تھی۔ لیکن 1996 میں معاہدے کی تجدید یا نئے معاہدے پر دستخط کے وقت اس شق کو ختم کر دیا گیا۔ انی نے کہا، ہمیں 12 دسمبر سے پہلے نیا معاہدہ کرنا ہوگا۔ اسی کے مطابق بنگلہ دیش اور ہندوستان مشترکہ دریائی کمیشن (جے آر سی) کے ذریعے مسلسل کام کر رہے ہیں انہوں نے کہا کہ ڈھاکہ کو امید ہے کہ 12 دسمبر 2026 سے قبل معاہدہ طے پا جائے گا۔ ایک الگ تقریب میں بنگلہ دیش کے خارجہ امور کے وزیر مملکت ہمایوں کبیر نے کہا کہ ہندوستان کے ساتھ پانی کی تقسیم سے متعلق مسائل کو بات چیت، مذاکرات اور سفارت کاری کے ذریعے حل کرنا ہوگا، جبکہ بین الاقوامی قانون کے متعلقہ اصولوں کو بھی مدنظر رکھنا ہوگا۔ ڈھاکہ میں آبی مستقبل پر از سرِ نو غور: نوجوانوں کی قیادت، انصاف اور تعاون کے عنوان سے بی آئی آئی ایس ایس کے سیمینار میں شرکت کے بعد صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کبیر نے کہا، بات چیت اور مذاکرات جاری ہیں اور جاری رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ دوستانہ حل کا انحصار دونوں جانب تمام سطحوں پر خلوص اور تعاون کے جذبے پر ہوگا۔ کبیر نے بتایا کہ بنگلہ دیش نے ان معاملات کا جائزہ لینے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے، جبکہ ہندوستان بھی اپنے متعلقہ طریقہ کار کے تحت ان کا جائزہ لے رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پیش رفت کا انحصار دونوں ممالک کی سیاسی رضامندی پر ہوگا کہ وہ تعاون کے ذریعے معاملات کو آگے بڑھائیں۔ بنگلہ دیش اور ہندوستان کے درمیان 54 سرحد پار دریا مشترک ہیں، جس کی وجہ سے آبی انتظام اور پانی کی منصفانہ تقسیم دونوں ممالک کے باہمی تعلقات کا ایک اہم حصہ ہے۔ مشترکہ دریائی کمیشن مشترکہ دریاؤں سے متعلق بات چیت کا بنیادی ادارہ ہے۔ 1996 کے معاہدے کی موجودہ مدت ختم ہونے کے قریب پہنچنے پر بنگلہ دیش ایسے انتظام کا خواہاں ہے جو اس کے مفادات کا تحفظ کرے، جس میں خشک موسم کے دوران پانی کے مناسب بہاؤ کو یقینی بنانا بھی شامل ہے۔ قابل ذکر ہے کہ 1977 کے معاہدے میں شامل ضمانتی شق نے خشک موسم میں پانی کی غیر معمولی کمی کی صورت میں بنگلہ دیش کے مفادات کا تحفظ کیا تھا۔ اگر ہندوستان میں فرکا بیراج پر گنگا کے پانی کا بہاؤ شدید طور پر کم ہو کر 80 فیصد سے نیچے چلا جاتا تو بھی بنگلہ دیش کو اس کے مقررہ حصے کا 80 فیصد پانی ملنے کی ضمانت حاصل تھی۔ اس ضابطے کے تحت خشک مہینوں میں دریائی بہاؤ میں اچانک کمی کا پورا بوجھ ہندوستان کو برداشت کرنا تھا، جس سے بنگلہ دیش کے لیے پانی کی کم از کم قابل اعتماد فراہمی یقینی رہتی۔ تاہم 1996 میں موجودہ معاہدے پر دستخط کے وقت ضمانتی شق کو ختم کر دیا گیا۔ وزارت خارجہ کے ترجمان نے زور دیا ہے کہ ہندوستان اور بنگلہ دیش کے درمیان مشترکہ دریاؤں سے متعلق مسائل کے حل کے لیے پہلے ہی ایک دوطرفہ طریقہ کار موجود ہے اور گنگا آبی تقسیم معاہدے سے متعلق معاملات کو موجودہ تعاون کے فریم ورک کے تحت زیر غور لایا جائے گا۔ وزارت خارجہ کے ترجمان رندھیر جیسوال نے کہا، ہندوستان اور بنگلہ دیش کے درمیان 54 دریا مشترک ہیں اور ہمارے پاس مشترکہ دریائی کمیشن کا ایک باقاعدہ دوطرفہ طریقہ کار موجود ہے، جو دونوں ممالک کے درمیان مشترکہ تمام دریاؤں سے متعلق مسائل سے نمٹنے کے لیے قائم کیا گیا ہے۔

گوتیرس پاکستان میں، اعلیٰ رہنماؤں سے ملاقات

اسلام آباد، 8 اکتوبر (یواین آئی) اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل انتونیو گوتیرس نے اسلام آباد میں پاکستان کے آرمی چیف فیلڈ مارشل عاصم منیر اور وزیر اعظم شہباز شریف سے ملاقات کی، جس میں جموں و کشمیر کے تنازعے، ہندوستان کی جانب سے سندھ طاس معاہدے کی معطلی اور علاقائی استحکام پر اعلیٰ سطحی بات چیت کی گئی۔ عسکری ہیڈکوارٹرز میں ہونے والے مذاکرات کے دوران، منیر اور گوتیرس نے موجودہ علاقائی سیکیورٹی کی صورتحال، اقوام متحدہ کے امن مشنز کے کردار، سرحد پار دہشت گردی، اور دوطرفہ سندھ طاس معاہدے کے تحت پانی کی شراکت داری کے طریقہ کار کو ہندوستان کی جانب سے مسلسل معطل رکھنے کے معاملے کا جائزہ لیا، جسے نئی دہلی نے گزشتہ سال روک دیا تھا۔ فوج کے شعبہ تعلقات عامہ کے مطابق، عاصم منیر نے بین الاقوامی امن کے لیے پاکستان کے عزم کا اعادہ کیا، جبکہ گوتیرس نے علاقائی تنازعات کے پرامن حل کے لیے اسلام آباد کی فعال کوششوں کو سراہا۔ وزیر اعظم شہباز شریف کے ساتھ الگ سے ہونے والی بات چیت میں، گوتیرس نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے منتخب رکن کے طور پر پاکستان کے تعمیری کردار کی تعریف کی اور خاص طور پر امریکہ اور ایران کے درمیان پاکستان کی کامیاب ثالثی کا ذکر کیا جس کے نتیجے میں اپریل میں جنگ بندی اور جون میں ایک باقاعدہ مفاہمت کی یادداشت طے پائی تھی۔ شہباز شریف نے اس بات پر زور دیا کہ مذاکرات ہی تنازعات کے حل کا واحد قابلِ عمل راستہ ہیں اور انہوں نے کشمیری اور فلسطینی عوام کے جائز حقوق، اقوام متحدہ کے عالمی گورننس کے نظام میں اصلاحات، اور افغان سرحد کے ساتھ دہشت گردی کے خلاف ٹھوس اقدامات کی ضرورت پر روشنی ڈالی۔ فارن سروس اکیڈمی میں سفارت کاروں سے خطاب کرتے ہوئے گوتیرس نے خبردار کیا کہ ابھرتا ہوا کثیر قطبی عالمی نظام استحکام کی ضمانت نہیں دیتا۔ انہوں نے واضح کیا کہ بین الاقوامی قوانین کمزور ہو رہے ہیں جبکہ قرضوں کے بوجھ نے عالمی ترقیاتی اہداف کو روک دیا ہے۔ مشرقِ وسطیٰ کے حوالے سے گوتیرس نے اصرار کیا کہ دو ریاستی حل کو تباہ کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ انہوں نے موسمیاتی تبدیلی کو ترقی پذیر ممالک میں جبری نقل مکانی اور وسائل کی کمی کا باعث بننے والا ایک شدید خطرہ بھی قرار دیا، اور مصنوعی ذہانت کی شمولیت پر مبنی عالمی گورننس کا مطالبہ کیا۔ وزیر خارجہ اسحاق ڈار نے پاکستان کی سفارتی ترجیحات کا اعادہ کرتے ہوئے کہا کہ بین الاقوامی قانون، علاقائی سالمیت، اور سلامتی کونسل کی قراردادوں کا پاس رکھا جانا چاہیے۔

امریکی فوج کو ایران پر ممکنہ نئے حملوں کی تیاری مکمل کرنے کی ہدایت: رپورٹ

واشنگٹن، 8 اکتوبر (یو این آئی) پینٹاگون نے امریکی سینٹرل کمانڈ کو ایران کے خلاف بڑے پیمانے پر فوجی کارروائیاں دوبارہ شروع کرنے کے ممکنہ آپشن کے لیے تیاریاں مکمل کرنے کی ہدایت دی ہے، تاہم صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے ابھی حتمی فیصلہ نہیں کیا ہے۔ ایکسس نے جمعرات کو امریکی حکام کے حوالے سے یہ اطلاع دی۔ رپورٹ کے مطابق یہ ہدایت چند روز قبل جاری کی گئی تھی اور اس میں کسی ممکنہ حملے کی تاریخ مقرر نہیں کی گئی۔ پینٹاگون کے ایک اہلکار نے ایکسس کو بتایا، محکمے کا کام صدر کے سامنے فوجی آپشنز تیار کر کے پیش کرنا ہے وائٹ ہاؤس کے ایک اہلکار نے کہا کہ ٹرمپ کے پاس کسی بھی وقت تمام آپشنز موجود ہیں۔ اہلکار نے کہا، آبنائے ہرمز پر کنٹرول اور ایرانی معیشت کے تباہ حال ہونے کے باعث امریکہ اس وقت انتہائی مضبوط پوزیشن میں ہے۔ ایران کو شدید نقصان پہنچایا جا چکا ہے اور اب معاملات دو میں سے کسی ایک طریقے سے آگے بڑھیں گے: آسان طریقے سے یا مشکل طریقے سے۔ ایکسس نے ایرانی اور اسرائیلی حکام کے حوالے سے بتایا کہ نئی فوجی کارروائیاں 3 نومبر کو ہونے والے امریکی وسط مدتی انتخابات سے قبل اور ممکنہ طور پر اس سے تقریباً ایک ہفتہ قبل متوقع اسرائیلی انتخابات سے پہلے بھی شروع ہو سکتی ہیں۔ تاہم ایک اسرائیلی اہلکار نے ممکنہ وقت کے بارے میں محتاط انداز اختیار کرتے ہوئے کہا، انتخابات سے پہلے ایسا ہونے کے امکانات زیادہ نہیں ہیں، لیکن ہم اسے خارج از امکان قرار نہیں دیتے۔ وسط مدتی انتخابات کے بعد اس کے امکانات نمایاں طور پر بڑھ جائیں گے۔ اگر فوجی کارروائیاں دوبارہ شروع ہوئیں تو ان میں ایران کے توانائی کے شعبے، بنیادی ڈھانچے اور جوہری تنصیبات کو بڑے پیمانے پر نشانہ بنایا جا سکتا ہے اور امریکہ و اسرائیل مشترکہ طور پر کارروائیاں کر سکتے ہیں۔ ایکسس کے مطابق دی اٹلانٹک نے بھی رپورٹ کیا ہے کہ ٹرمپ وسط مدتی انتخابات سے قبل حملے کے امکان پر غور کر رہے ہیں۔ ٹرمپ کی قومی سلامتی کی ٹیم نے جمعہ کو کیمپ ڈیوڈ میں کئی گھنٹوں تک جنگ اور دیگر امور پر تبادلہ خیال کیا۔ ایک اسرائیلی اہلکار کے مطابق اجلاس میں بڑے پیمانے پر فوجی کارروائیاں دوبارہ شروع کرنے کے ممکنہ آپشن پر بھی بات ہوئی۔ وزیر خارجہ مارکو روبیو نے بعد میں کہا کہ اجلاس میں طویل مدتی خارجہ پالیسی کی منصوبہ بندی پر توجہ مرکوز کی گئی۔ واشنگٹن اور تہران کے درمیان مذاکرات میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی ہے۔ قطری ثالث اب بھی ایران کے جواب کے منتظر ہیں۔ امریکی جوابی تجویز میں ایران سے جوہری پروگرام کے حوالے سے متعدد رعایتوں کے مطالبات شامل ہیں۔ ٹرمپ نے بدھ کو اسرائیلی وزیر اعظم بنیامین نیتن یاہو سے بات کی۔ چند ہی دنوں میں دونوں رہنماؤں کے درمیان یہ دوسری گفتگو تھی، جبکہ اس سے قبل کئی ہفتوں تک دونوں کے درمیان رابطہ محدود رہا تھا۔ ٹرمپ نے بدھ کو واشنگٹن سے سان انتونیو میں ریپبلکن پارٹی کی ایک ریلی کے لیے روانہ ہوتے وقت صحافیوں سے گفتگو میں کہا کہ جنگ بہت جلد ختم ہو جائے گی اور تیل کی قیمتیں تیزی سے نیچے آئیں گی۔ انہوں نے کہا، ہمیں ایران کے جوہری ہتھیاروں سے چھٹکارا حاصل کرنا ہوگا۔ ہم نے ان کی جوہری طاقت ختم کر دی ہے۔ اس وقت ان کا پورا ملک تباہ ہو چکا ہے۔ ایک روز قبل میری لینڈ کے شہر اسپروز پوائنٹ میں ایک نئے شپ یارڈ کے اعلان کے موقع پر ٹرمپ نے کہا تھا کہ امریکی بحری افواج آبنائے ہرمز سے گزرنے والی آمد و رفت کو کنٹرول کر رہی ہیں۔ انہوں نے کہا، آبنائے ہرمز امریکی بحریہ اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کا ہے۔ ٹرمپ نے امریکی بحری موجودگی کو موثر ناکہ بندی قرار دیا، تاہم کہا کہ وہ اسے فولادی دیوار کہنا پسند کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا، کسی نے کبھی ایسی ناکہ بندی نہیں دیکھی، جس میں کوئی جہاز سفر جہاز اندر داخل نہ ہو سکے۔

ایران جنگ میں امریکہ کے 81 فوجی طیارے تباہ
نقصان کی تلافی پر 3.3 ارب ڈالر تک خرچ کا امکان

واشنگٹن، 8 اکتوبر (یواین آئی) ایران جنگ میں امریکی فوج کے 81 طیارے تباہ یا متاثر ہوئے ہیں اور ان کی جگہ نئے طیارے حاصل کرنے پر 3.3 ارب ڈالر تک خرچ آ سکتا ہے۔ کانگریشنل ریسرچ سروس (سی آر ایس) کی ایک رپورٹ کے مطابق یہ صرف فوجی ساز و سامان کا نقصان ہے، جبکہ جنگ پر امریکہ کو اب تک کم از کم 45 ارب ڈالر خرچ ہو چکے ہیں۔ اس رقم میں خطے میں امریکی فوجی اڈوں کو پہنچنے والے نقصانات شامل نہیں ہیں۔ نقصان اٹھانے والے طیاروں میں ایف-35 اے اسٹیلتھ فائٹر اور ای-3 سینٹری بھی شامل ہیں، جبکہ ایم کیو-9 ریپر ڈرون کو خاص طور پر بھاری نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ ای-3 سینٹری ایسا فضائی کمانڈ، کنٹرول اور نگرانی کا طیارہ ہے جس پر امریکی فوج اہداف کی نگرانی اور فضائی حدود کے انتظام کے لیے انحصار کرتی ہے۔ یہ طیارے یا تو محدود تعداد میں دستیاب ہیں، پرانے ہو چکے ہیں یا دونوں مسائل سے دوچار ہیں، جس کی وجہ سے ان کی فوری جگہ لینا مشکل ہے۔ رپورٹ کے مطابق نقصانات میں جنگی طیارے، ہیلی کاپٹر اور ڈرون شامل ہیں، جن میں ایم کیو-9 ریپر کے نقصانات نصف سے زیادہ ہیں۔ 5 اکتوبر کو اپ ڈیٹ کی گئی سی آر ایس رپورٹ میں یہ اعداد و شمار امریکی محکمہ دفاع، سینٹرل کمانڈ کے بیانات، انسپکٹر جنرل کی رپورٹ اور میڈیا رپورٹس کی بنیاد پر مرتب کیے گئے ہیں۔ نقصان یا تباہ ہونے والے طیاروں میں امریکی فوج کے جدید اور تزویراتی طور پر اہم طیارے بھی شامل ہیں، جن میں ایف-35 اے فائٹر اور ای-3 سینٹری فضائی ابتدائی انتباہ و کنٹرول طیارہ شامل ہیں، جو اہداف کا سراغ لگانے اور فضائی حدود کو منظم کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ سی آر ایس کے مطابق کانگریشنل بجٹ آفس نے ستمبر میں اندازہ لگایا تھا کہ یکم اگست تک جنگ میں ضائع ہونے والے ساز و سامان کی جگہ نئے ساز و سامان کی فراہمی پر 9.1 ارب سے 3.3 ارب ڈالر تک خرچ آ سکتا ہے۔

اسرائیل کے دعوے بے بنیاد اور من گھڑت ہیں

غزہ، 8 اکتوبر (یواین آئی) فلسطینی مزاحمتی گروپ حماس نے اسرائیلی فوج کے ان دعوؤں کو بے بنیاد اور من گھڑت“ قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا ہے کہ غزہ کے شمال میں واقع کمال عدوان اسپتال کو فوجی مقاصد کے لیے استعمال کیا جا رہا تھا۔ یہ ردِعمل اسپتال کے قریب، اموات کا سبب بننے والے ایک حملے کے بعد سامنے آیا ہے۔ اسرائیلی فوج نے دعویٰ کیا تھا کہ کمال عدوان اسپتال سے دو فلسطینی افراد باہر نکلے، جن میں سے ایک نے مبینہ طور پر اسپتال کے اندر سے حاصل کیا گیا ایک دھماکہ خیز آلہ نصب کیا اور بعد ازاں دونوں کو ایک فضائی حملے میں نشانہ بنا کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ فوج نے کہا تھا کہ ہلاک ہونے والوں میں سے ایک کا نام محمد تموس تھا۔ اسرائیلی فوج نے دعویٰ کیا کہ وہ فلسطینی سول ڈیفنس یونٹ میں خدمات انجام دینے کے ساتھ ساتھ حماس کے عسکری ونگ سے بھی وابستہ تھا۔ تاہم، اسرائیلی فوج نے اپنے ان دعوؤں کے حق میں کوئی ثبوت پیش نہیں کیا کہ اسپتال کے اندر دھماکہ خیز آلات ذخیرہ کیے گئے تھے، انہیں اسپتال سے باہر منتقل کیا گیا تھا یا طبی کمپلیکس کو مسلح کارروائیوں کے لیے استعمال کیا جا رہا تھا۔ حماس نے کہا کہ اسرائیل کی جانب سے طبی مراکز کے بارے میں بار بار لگائے جانے والے الزامات، جن میں کمال عدوان اسپتال سے مسلح جنگجوؤں کی سرگرمیوں کا الزام بھی شامل ہے، مکمل طور پر من گھڑت ہیں۔ تحریک نے کہا کہ یہ بیانیہ اسرائیل کے ان سابقہ دعوؤں کی عکاسی کرتا ہے جن میں اسپتالوں کے اندر کمانڈ مراکز قائم ہونے کے الزامات لگائے گئے تھے، لیکن وہ الزامات بھی بعد میں بے بنیاد ثابت ہوئے۔ حماس کے مطابق اسرائیلی افواج خطے کے اسپتالوں، ہنگامی امدادی کارکنوں اور شہری بنیادی ڈھانچے پر حملوں کو جائز قرار دینے کے لیے بہانے تراش رہی ہیں۔ بدھ کی صبح ایک طبی ذریعے نے تصدیق کی کہ فلسطینی سول ڈیفنس کا ایک اہلکار کمال عدوان اسپتال کے قریب زخمیوں کو منتقل کرنے کی کوشش کے دوران اسرائیلی فضائی حملے میں شدید زخمی ہونے کے بعد جان کی بازی ہار گیا۔ ذریعے نے بتایا کہ جب ہنگامی امدادی کارکن جائے وقوعہ کی جانب پہنچ رہے تھے تو اسرائیلی جنگی طیاروں نے علاقے پر دوسری مرتبہ حملہ کیا۔ اکتوبر 2023 سے جاری اسرائیل کی غزہ کے خلاف جنگ کے نتیجے میں 74 ہزار سے زائد فلسطینی جاں بحق اور 1 لاکھ 75 ہزار سے زائد زخمی ہو چکے ہیں، جبکہ اسی دوران علاقے کے تقریباً 90 فیصد شہری بنیادی ڈھانچے کو بھی تباہ کر دیا گیا ہے۔

نیتن یاہو نے حقائق میں ہیرا پھیری کی ہے۔۔۔

تل ابیب، 8 اکتوبر (یواین آئی) نیتن یاہو نے اکتوبر 2023 کے حملے سے قبل انہیں فراہم کی گئی سیکیورٹی معلومات اور کی جانے والی تنبیہات کے بارے میں مکمل طور پر درست عکاسی نہ کرنے والا موقف پیش کیا۔ شائع ہونے والی ایک جامع تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ نیتن یاہو نے بعض اہم ریکارڈز چھپائے اور واقعات کے سیاق و سباق کو تبدیل کیا، تاکہ جنگ سے قبل اپنے موقف کو مختلف انداز میں پیش کیا جا سکے۔ روزنامہ یدیعوت احرونوت اور اس کے ذیلی ادارے وائی نیٹ کی جانب سے کی جانے والی تحقیقات میں نیتن یاہو کی جانب سے فروری میں جاری کی گئی 55 صفحات پر مشتمل دستاویز کا موازنہ اصل حکومتی ریکارڈز، اجلاسوں کے منٹس اور سرکاری بیانات سے کیا گیا۔ تحقیق میں بالخصوص سرحد پار حملے سے قبل کے مہینوں میں انٹیلی جنس حکام کی جانب سے دی جانے والی ہنگامی وارننگز کے حوالے سے بیانات میں منظم طریقے سے کی گئی حذف و ترمیم کا انکشاف کیا گیا۔ نیتن یاہو کی جانب سے فروری میں جاری کی گئی دستاویز میں یہ موقف پیش کیا گیا تھا کہ نیتن یاہو اعلیٰ سطح کے حماس کمانڈروں کے خلاف ٹارگٹ کلنگ کی مسلسل حمایت کرتے رہے تھے۔ اس دستاویز میں فوجی اور انٹیلی جنس حکام کو ایسے افراد کے طور پر پیش کیا گیا جو غزہ میں جنگ بندی برقرار رکھنے کے حامی اور فوجی کارروائیوں سے گریزاں تھے۔ تاہم، اصل ریکارڈز سے ظاہر ہوتا ہے کہ نیتن یاہو نے حماس کے مؤثر طور پر باز رہنے یا اس پر قابو پانے کے موقف پر اصرار کرتے ہوئے مجوزہ فوجی اقدامات کو مسلسل مسترد کیا۔ اپریل 2023 میں اس وقت کے شن بیت کے سربراہ رونن بار اور اس وقت کے چیف آف اسٹاف ہرزی ہالیوی نے غزہ میں حماس کے رہنماؤں کے خلاف مخصوص اہداف پر حملے کرنے کی باضابطہ تجویز پیش کی تھی۔ ایک ماہ بعد بار نے خبردار کیا کہ خطے میں مکمل فوجی تصادم ناگزیر ہو سکتا ہے اور پیشگی حملے کے لیے تیاری کرنے کا مطالبہ کیا۔ نیتن یاہو نے یہ منصوبے اس موقف کے ساتھ مسترد کر دیے کہ ”مضبوط باز رکھنے کی صلاحیت کا توازن“ پہلے ہی موجود ہے۔ اخبار نے دیگر نظرانداز کیے گئے بریفنگز کی جانب بھی توجہ دلائی، جن میں اگست 2023 میں رونن بار کی جانب سے دی گئی ایک وارننگ بھی شامل تھی۔ اس وارننگ میں کہا گیا تھا کہ اسرائیل کی باز رکھنے کی صلاحیت بتدریج کمزور ہو رہی ہے اور فوری پیشگی اقدامات کے ممکنہ آپشنز پر غور کرنے کی سفارش کی گئی تھی۔

چینی زبان بولنے والے ہیکر نے جنوبی کوریا کے بینکوں پر سائبر حملے کر دیئے

واشنگٹن، 8 اکتوبر (یواین آئی) امریکی سائبر سیکیورٹی کمپنی کراوڈ اسٹرائک کے مطابق، چینی زبان بولنے والے ایک نامعلوم ہیکر نے مصنوعی ذہانت سے چلنے والے ٹول کے استعمال سے جنوبی کوریا کے کئی مالیاتی اداروں کے کمپیوٹر سسٹموں میں داخل ہو کر ڈیٹا چوری کر لیا ہے۔ یونہاپ نیوز ایجنسی نے جمعرات کے روز کراوڈ اسٹرائک کی ایک رپورٹ کے حوالے سے بتایا ہے کہ یہ سائبر حملے ستمبر کے اواخر اور اکتوبر کے اوائل کے درمیان کیے گئے۔ حملہ آور نے چین میں تیار کیے گئے اوپن سورس پینیٹریشن ٹیسٹنگ ٹول ARTEX کو بڑے لسانی ماڈلوں (LLMs) کے ساتھ استعمال کرتے ہوئے بینکاری نظاموں تک رسائی حاصل کی۔ نشانہ بننے والے نظاموں میں ایک بینک کی قرض کی معلومات حاصل کرنے کی سروس اور دوسرے بینک کا ملازمین کے لیے موبائل سپورٹ پلیٹ فارم شامل تھا۔ کراوڈ اسٹرائک نے ان حملوں سے منسلک دو سرورز کی نشاندہی کی، جن میں سے ایک ہانگ کانگ میں واقع تھا۔ کمپنی کے مطابق حملہ آور کا مقصد مالی فائدہ حاصل کرنا معلوم ہوتا ہے۔ اس کی بنیاد کمپنی نے ان تلاشوں کو قرار دیا ہے جن کے ذریعے جنوبی کوریا کا چوری شدہ ڈیٹا فروخت کرنے والی آن لائن مارکیٹوں کے بارے میں معلومات حاصل کی گئی تھیں۔ تاہم حملہ آور کی شناخت، سائبر حملوں کا دائرہ اور چوری کیے گئے ڈیٹا کی مقدار کی ابھی تک تصدیق نہیں ہو سکی۔ یہ انکشافات حال ہی میں ہانا بینک، کے بی کوک من بینک اور شن ہان بینک سے متعلق رپورٹ ہونے والے ڈیٹا لیکس کے بعد سامنے آئے ہیں۔

مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی کے انتقال پر مختلف اداروں اور تنظیموں کا اظہارِ تعزیت

دارالعلوم فاروقیہ کاکوری

کاکوری، لکھنؤ: علم و فضل کی دنیا میں اپنی منفرد شناخت رکھنے والے معروف عالمِ دین، محقق، ادیب اور ممتاز استاد مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندویؒ کی یاد میں آج دارالعلوم فاروقیہ، کاکوری، لکھنؤ میں ایک پُروقار مجلسِ قرآن خوانی و ایصالِ ثواب منعقد ہوئی۔ مجلس میں ادارے کے اساتذہ، طلبہ اور دیگر اہلِ علم نے شرکت کی۔ قرآنِ کریم کے بعد مولانا مرحوم کو ایصالِ ثواب کیا گیا اور ان کے لیے مغفرت و بلندیٔ درجات کی خصوصی دعا کی گئی۔ شرکائے مجلس نے اپنے اس عظیم محسنِ علم کے لیے عقیدت و محبت کے جذبات کے ساتھ دعائے مغفرت کی۔ اس موقع پر دارالعلوم فاروقیہ کاکوری کے ناظم مولانا عبدالعلی فاروقی نے مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندویؒ کی شخصیت اور علمی خدمات پر اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ بعض لوگ صرف اپنے زمانے کے لیے نہیں بلکہ آنے والی نسلوں کے لیے بھی سرمایہ بن کر دنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔ مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندویؒ بھی ایسی ہی شخصیات میں سے تھے۔ ان کی زندگی علم، عمل، اخلاص، تحقیق اور تربیت کا حسین نمونہ تھی۔ انہوں نے کہا کہ مولانا مرحوم کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ علم کو زندگی سے جدا نہیں سمجھتے تھے۔ ان کے نزدیک علم کا مقصد محض معلومات کا ذخیرہ جمع کرنا نہیں بلکہ انسان کی فکر، کردار اور عمل کی اصلاح تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان سے فیض حاصل کرنے والے طلبہ آج بھی ان کی علمی اور اخلاقی تربیت کے اثرات اپنی زندگی میں محسوس کرتے ہیں۔ مولانا عبدالعلی فاروقی نے جذباتی انداز میں کہا کہ مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندویؒ سے دارالعلوم فاروقیہ کاکوری کا تعلق محض عقیدت کا نہیں بلکہ علمی نسبت کا بھی ہے۔ ادارے کے پرنسپل مولانا عبدالقدوس ندوی ان کے شاگرد ہیں۔ ایک استاد کی سب سے بڑی میراث اس کے شاگرد ہوتے ہیں اور جب شاگرد اپنے استاد کے علمی مشن کو آگے بڑھاتے ہیں تو استاد کا فیض ان کی وفات کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ مجلس میں مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندویؒ کی علمی و تدریسی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے کہا گیا کہ انہوں نے اپنی زندگی علم و دین کی خدمت کے لیے وقف کر دی تھی۔ ان کا شمار ان اہلِ علم میں ہوتا تھا جنہوں نے درس و تدریس، تحقیق، تصنیف اور تربیت کے میدان میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ ان کے تلامذہ کے لیے ان کی شخصیت ایک استاد سے بڑھ کر ایک مربی اور رہنما کی حیثیت رکھتی تھی۔ شرکائے مجلس نے اس موقع پر اس بات کا بھی اظہار کیا کہ اہلِ علم کی یاد میں قرآن خوانی اور ایصالِ ثواب کی ایسی مجالس نئی نسل کے لیے بھی نہایت مفید ہیں۔ ان مجالس کے ذریعے طلبہ کو اپنے اکابر سے وابستگی، اساتذہ کے احترام اور علم کی قدر و منزلت کا احساس ہوتا ہے۔ آخر میں اجتماعی دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندویؒ کی تمام علمی، دینی، تدریسی اور قلمی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے، ان کی لغزشوں سے درگزر فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے، قبر کو نور سے بھر دے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ دعا میں یہ بھی التجا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ ان کے اہلِ خانہ، تلامذہ، متعلقین اور تمام محبین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور ان کے علمی فیض کو جاری و ساری رکھے۔ اس تعزیتی مجلس میں مدرسہ کے تمام طلبہ و اساتذہ شریک رہے۔ جن میں ناظم تعلیمات مولانا محمد نفیس عبدالرب ندوی، مفتی حارث عبدالرحیم قاسمی، مولانا بابُ اللہ ندوی، مولانا یوسف انظر ندوی، قاری عبدالمعبود اور مولانا محمد ارقم کے اسمائے گرامی خصوصاً قابلِ ذکر ہیں۔

جامعہ حفصہؓ للبنات

حضرت مولانا سعید الرحمن الاعظمی صاحب کے انتقال پُر ملال کے موقع پر جامعہ حفصہؓ للبنات کے تمام اساتذہ کرام نے ندوۃ العلماء میں نمازِ جنازہ میں شرکت کی اور قبرستان پہنچ کر تدفین میں حصہ لیا۔ آج سویرے جامعہ حفصہ للبناتؓ، یٰسین گنج لکھنؤ میں حضرت مولانا کے ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی منعقد کی گئی اور اُن کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔ معلمات جامعہ نے طالبات کے سامنے ذکرِ خیر کیا۔ حضرت والا ہمارے ادارے کے تقریباً ۱۰ سال سے سرپرست رہے اور ان کی سرپرستی میں تمام شعبۂ جات کی تعلیم و تعلّم کا سلسلہ جاری و ساری رہا۔ وقتاً فوقتاً حضرت والا نے مفید مشورے بھی دئے، حضرت والا کی بارہا تشریف آوری بھی ہوئی، اُنکی سرپرستی سے آج میں محروم ہوا ہوں جو میرا ذاتی نقصان ہے اور ذاتی ایک ایسا خلاء ہے جس کا پُر ہونا مشکل ہے لیکن ربِ کریم کا یہی فیصلہ ہے دنیا میں لوگ آتے جاتے رہیں گے اور دنیا کا نظام چلتا رہے گا۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ دینی نظام کو ہر امت مسلمہ کے ایک ایک فرد تک پہونچائے اور لوگ اس پر عمل پیرا ہو کر کے اُخروی زندگی کی فکر کر کے اپنے آپ کو کامیابی سے ہمکنار کریں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے، سیّآت کو حسنات سے مبدل فرمائے اور ان کے کئے ہوئے دینی کاموں کو قبول فرما کر اپنے شایانِ شان اجر عطا فرمائے۔ (آمین)

انڈین مسلم ویلفیئر ایسوسی ایشن

انڈین مسلم ویلفیئر ایسوسی ایشن رحمان ٹاور کی جانب سے عتیق الرحمٰن کی صدارت میں نشست منعقد کی گئی جس میں صدر نے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا اور کہا کہ مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندوی کے اس دنیا سے جانے سے علمی دنیا کا بہت بڑا خسارہ اور ندوۃ العلماء کے لیے ایک ناقابل تلافی نقصان ہوا۔ انہوں نے کہا کہ مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندوی نے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا۔ ان گنت طلباء کی علمی پیاس کو بجھایا نا جانے کتنے لوگوں کو صحافی بنا دیا۔ مولانا علم و عمل فضل و کمال حلم بردباری وقار متانت و سنجیدگی کے کلی پیکر تھے۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء کی مسجد میں تقریبا 50 سال تک جمعہ اور عیدین میں خطابت کا فریضہ انجام دیا اور دارالعلوم ندوۃ العلماء کی کرسی اہتمامت کو تقریبا 25 سال زینت بخشی آخرکار 7 اکتوبر 2026 کو اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف کوچ کر گئے۔ اللہ تعالی آپ کے بال بال مغفرت فرمائے اور آپ کے حسنات کو قبول فرمائے اور آپ کے پڑھائے ہوئے شاگردوں کو اور پھیلائی ہوئی علمی روشنی کو آپ کے لیے ذریعہ آخرت بنائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اس موقع پر موجود سبھی حاضرین نے دعائے مغفرت کی۔ اُن میں آفس سکریٹری عبدالودود انصاری، انجینئر سبط العزیز، انجینئر عبدالحبیب، محمد نسیم ندوی، محمد انفاس ندوی وغیرہ موجود تھے۔

جامعة الامام محمد علی المونگیری

امٹھیا سلیم پور، کاکوری لکھنؤ۔ ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندوی کے انتقال پر جامعة الامام محمد علی المونگیری میں تعزیتی نشست، علمی و ادبی خدمات کو خراج عقیدت دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ کے مہتمم، ممتاز عالم دین، شفیق استاد اور عربی زبان و ادب کے نامور ادیب ڈاکٹر مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی کے انتقال پر جامعة الامام محمد علی المونگیری ملحقہ: دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ امٹھیا سلیم پور، کاکوری لکھنؤ میں ایک تعزیتی نشست منعقد ہوئی، جس میں مرحوم کی علمی، دینی، تعلیمی اور ادبی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ نشست کی صدارت پروفیسر شبیر احمد ندوی، سابق صدر شعبہ عربی، لکھنؤ یونیورسٹی، لکھنؤ نے کی۔ انہوں نے اپنے صدارتی خطاب میں ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندوی کی علمی و ادبی خدمات، عربی زبان و ادب سے ان کی گہری وابستگی، تدریسی کمال اور شفیقانہ مزاج کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ مرحوم کی وفات علمی و ادبی حلقوں کے لئے ایک بڑا نقصان ہے۔ ان کی شخصیت علم، اخلاص، شرافت اور حسن اخلاق کا حسین امتزاج تھی۔ جامعہ کے ناظم فہیم صدیقی ندوی نے بھی خطاب کرتے ہوئے مرحوم کی علمی زندگی اور گراں قدر خدمات کو یاد کیا۔ انہوں نے کہا کہ مولانا مرحوم نے اپنی زندگی تعلیم و تدریس، عربی زبان و ادب اور طلبہ کی علمی و اخلاقی تربیت کیلئے وقف کئے رکھی۔ ان کی وفات سے پیدا ہونے والا علمی خلا آسانی سے پُر نہیں ہو سکے گا۔ اس موقع پر جامعہ کے اساتذہ و طلبہ کے علاوہ کثیر تعداد میں اہالیان قریہ نے شرکت کی۔ شرکائے نشست نے مرحوم کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کے لئے دعائے مغفرت اور بلندی درجات کی دعا کی۔ جلسہ کا اختتام جامعہ کے استاد قاری بہار الدین کی رقت آمیز دعا پر عمل میں آیا۔ دعا میں مرحوم کی مغفرت و بخشش، بلندی درجات اور ان کی علمی و دینی خدمات کی قبولیت کے ساتھ اہل خانہ، متعلقین، تلامذہ اور تمام سوگواروں کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی علمی و دینی خدمات کو صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین۔

افادیت و نافعیت کا سرچشمہ

لکھنؤ، ۸/ اکتوبر (پریس ریلیز): استاذ الاساتذہ مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی میرے بھی استاذ تھے۔ ہم نے ان سے فضیلت دعوہ و صحافت میں باقاعدہ پڑھا بھی اور ان کی خدمت میں بھی برابر رہے ہیں۔ مولانا کے اندر سب سے بڑی جو صفت تھی، وہ نافعیت کی تھی۔ مولانا سے جو بھی قریب ہوتا یا ان کی صحبت میں رہتا، وہ علمی، دینی اور دنیاوی اعتبار سے فائدہ ضرور پاتا، یا مولانا بذات خود اس کو فائدہ پہنچاتے۔ ان خیالات کا اظہار مولانا کے انتقال پر عبدالوکیل ندوی بارہ بنکوی نے کرتے ہوئے مزید کہا کہ مولانا وقت اور ذمہ داریوں کے بہت پابند تھے، عربی زبان کے مایہ ناز خطیب، انشا پرداز اور علم و عمل و سادگی کے بے مثال پیکر تھے۔ تلاوت قرآن مولانا کے معمولات کا حصہ تھا، قرآن کا پڑھنا اور سننا ان کے زندگی کے معمولات کا سب سے بہترین حصہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔

ممتاز پی جی کالج

لکھنؤ: ممتاز پی جی کالج، لکھنؤ میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کے پرنسپل، انٹیگرل یونیورسٹی، لکھنؤ کے بانی و چانسلر، ممتاز عالمِ دین، استاد، ادیب، مصنف اور عربی صحافت کی معروف شخصیت ڈاکٹر مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندویؒ کے سانحۂ وفات پر ایک تعزیتی نشست منعقد ہوئی۔ نشست میں مولانا مرحوم کی علمی، ادبی، تدریسی، صحافتی، دعوتی اور تربیتی خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کیا گیا اور ان کے لیے دعائے مغفرت کی گئی۔ انجمن اصلاح المسلمین کے سکریٹری اور ممتاز پی جی کالج کے منیجر جناب سید اطہر نبی نے اپنے تعزیتی پیغام میں کہا کہ ڈاکٹر مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندویؒ ایک ہمہ جہت علمی شخصیت تھے۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی علم و ادب کی خدمت، تعلیم و تربیت، عربی زبان کے فروغ اور دینی و دعوتی سرگرمیوں کے لیے وقف کر دی۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے پرنسپل اور انٹیگرل یونیورسٹی کے بانی و چانسلر کی حیثیت سے انہوں نے تعلیم کے مختلف شعبوں میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ انجمن کے انچارج سید بلال نورانی نے کہا مولانا کی وفات علمی و دینی دنیا کا بڑا نقصان ہے۔ ان کی علمی، تعلیمی اور عربی صحافت کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ انہوں نے مرحوم کے لیے دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لیے صبرِ جمیل کی دعا کی۔ کالج کے پرنسپل پروفیسر نسیم احمد خان نے کہا کہ مولانا مرحوم دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ممتاز اساتذہ اور اہلِ قلم میں شمار ہوتے تھے۔ تدریس کے ساتھ عربی زبان و ادب اور صحافت کے میدان میں ان کی خدمات قابلِ قدر ہیں۔ انہوں نے اپنی طویل علمی زندگی میں بے شمار طلبہ کی تعلیم و تربیت کی اور ایک بڑی علمی نسل کی آبیاری کی۔ ان کی وفات سے علمی و ادبی حلقوں میں ایک بڑا خلا پیدا ہوا ہے۔ کالج کے پروکٹر پروفیسر محمد سلمان خان نے مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندویؒ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مولانا مرحوم علم و ادب، عربی صحافت، تعلیم و تربیت اور دینی خدمات کے میدان کی ایک تابندہ شخصیت تھے۔ ان کی زندگی کا بڑا حصہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کی علمی روایت سے وابستہ رہا۔ ان کی تصانیف، صحافتی خدمات، تدریسی جدوجہد اور تربیتی اثرات دیر تک یاد رکھے جائیں گے۔ پروفیسر محمد سلمان خان نے مولانا مرحوم کے لیے ایصالِ ثواب کیا اور خصوصی دعائے مغفرت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ مولانا مرحوم کی کامل مغفرت فرمائے، ان کی قبر کو نور سے منور کرے، درجات بلند فرمائے، ان کی علمی و دینی خدمات کو صدقۂ جاریہ بنائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ نشست کے اختتام پر مولانا مرحوم کے اہلِ خانہ، تلامذہ، رفقاء اور تمام متعلقین کے لیے صبرِ جمیل کی دعا کی گئی۔ اس موقعہ پر کالج کی سبھی فیکلٹیز کے اساتذہ طلبہ اور اسٹاف بڑی تعداد میں شریک ہوئے۔

سنی انٹر کالج

لکھنؤ۔ عالمی شہرت یافتہ ادارہ دارالعلوم ندوۃ العلما کے سینئر استاد و برصغیر کے معروف عالم دین مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی کے انتقال پر ایصال کے لئے سنی انٹر کالج میں ایک تعزیتی جلسہ کا انعقاد ہوا جس میں کالج کے پرنسپل شکیل احمد کے علاوہ تمام اساتذہ، طلبہ اور آفس اسٹاف شریک ہوئے۔ جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے کالج کے استاد محبوب عالم نے بتایا مولانا کی ہمہ جہت علمی، ادبی، کثیر اللسانی، دینی و سماجی شخصیت پر جتنی بھی گفتگو کی جائے کم ہے۔ ہم سب یہ جانتے ہیں کہ ہمارے کالج اور یہاں کی مجلس منتظمہ کے عہدیداروں کا ہمیشہ سے دارالعلوم ندوۃ العلما سے گہرا رشتہ رہا ہے۔ مولانا سعید الرحمن ندوی صاحب کے انتقال سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پر ہونا مشکل ہے۔ اللہ تعالی مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلی مقام

مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی کا انتقال علمی دنیا کا ایک بڑا خسارہ ہے۔ پروفیسر ہما یعقوب

لکھنو۔ مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی کا انتقال علمی دنیا کے لیے ایک بڑا خسارہ ہے۔ وہ دارالعلوم ندوۃ العلما کے ایک عرصے سے تعلیمی امور کے ڈائریکٹر تھے۔ نصف صدی سے زائد کا عرصہ انھوں نے تعلیم و تعلم کے میدان میں صرف کیا۔ پورے ملک میں ان کے شاگرد پھیلے ہوئے ہیں۔ رنج و غم کی اس گھڑی میں ہم کیمپس کے تمام اساتذہ اہل خانہ، ندوۃ العلماء کے اساتذہ و منتظمین، متعلقین اور تلامذہ کی خدمت میں تعزیت پیش کرتے ہیں اور گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں۔ ان خیالات کا ظہار مولانا آزاد نیشنل اردو یونی ورسٹی کے لکھنؤ کیمپس کی انچاج پروفیسر ہما یعقوب نے اپنے ایک تعزیتی بیان میں کیا۔ پروفیسر ہما یعقوب نے کہا کہ مولانا سعید الرحمن اعظمی کی حیثیت استاذ الاساتذہ کی تھی۔ 2018 میں لکھنؤ کیمپس کی موجودہ عمارت کا افتتاح مولانا کے ہی دست مبارک سے ہوا تھا اور اس موقع پر افتتاحی تقریب میں انھوں نے بصیرت افروز گفتگو فرمائی تھی۔ لکھنؤ کیمپس کی انچارج نے کہا کہ انھوں نے علم و تحقیق کی دنیا میں ایک لمبا عرصہ گذرا اور اپنے گہرے نقوش قائم کیے۔ عربی زبان و ادب پر ان کو دسترس حاصل تھی۔ بہت سے ملکوں سے ان کے دعوتی روابط تھے۔ ندوۃ العلما سے ان کی گہری وابستگی اور ادارے کی تعمیر و ترقی کے لیے ان کی غیر معمولی کوششیں فراموش نہیں کی جا سکتی۔ پروفیسر ہما یعقوب نے کہا کہ مولانا کے شاگرد پوری دنیا میں تعلیمی و دعوتی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ وہ مولانا کے مشن کو جاری رکھیں گے۔ پروفیسر ہما یعقوب نے تعزیتی پیغام میں یہ دعا کہ اللہ تعالی مولانا سعید الرحمن اعظمی کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔

دسویں جماعت کی طالبہ نے کی خودکشی، طلبا کر رہے تھے ہراساں

ہاپوڑ: 8 اکتوبر (پی این ایس) اتر پردیش کے ہاپوڑ نگر کوتوالی علاقے کے ایک گاؤں کے ایک اسکول میں کچھ طلباء نے دسویں جماعت کی طالبہ کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی۔ پریشان ہو کر طالبہ نے زہریلی چیز کھا لی۔ اس کی حالت بگڑ گئی اور اسے غازی آباد کے ایک اسپتال میں داخل کرایا گیا، جہاں علاج کے دوران منگل کی رات اس کی موت ہوگئی۔ پولیس نے اب والد کی شکایت کی بنیاد پر نامعلوم نوجوانوں کے خلاف رپورٹ درج کر لی ہے۔ گاؤں کے ایک رہائشی نے رپورٹ میں بتایا کہ اس کی بیٹی گاؤں کے ایک اسکول میں دسویں جماعت کی طالبہ تھی۔ پچھلے کئی دنوں سے اس کی کلاس کے کچھ لڑکے اسے ہراساں کر رہے تھے۔ اس کے علاوہ ملزمان اس کے ساتھ بدفعلی بھی کرتے تھے۔ منگل کی شام تقریباً 5:30 بجے گاؤں کا ایک نوجوان آیا اور اس نے اپنے بیٹے کو واقعہ کی اطلاع دی۔ واقعہ کا علم ہونے کے بعد ان کی بیٹی بے حد پریشان ہوگئی۔ اس کی بیٹی نے مشتعل ہو کر زہریلی چیز کھا لی۔ جب اس کی حالت خراب ہوئی تو اس نے اسے شہر کے ایک پرائیویٹ اسپتال میں داخل کرایا۔ اس کی نازک حالت کو دیکھتے ہوئے ڈاکٹروں نے اسے غازی آباد کے اسپتال ریفر کر دیا۔ منگل کی رات تقریباً 9:30 بجے علاج کے دوران اس کی موت ہوگئی۔ گاؤں کے ایک رہائشی نے ایک رپورٹ میں بتایا کہ اس کی بیٹی گاؤں کے ایک اسکول میں دسویں جماعت کی طالبہ تھی۔ پچھلے کئی دنوں سے اس کی کلاس کے کچھ لڑکے اسے ہراساں کر رہے تھے۔ اس کے علاوہ ملزمان اس کے ساتھ بدفعلی بھی کرتے تھے۔ منگل کی شام تقریباً 5:30 بجے گاؤں کا ایک نوجوان ان کے گھر پہنچا اور اپنے بیٹے کو واقعہ کی اطلاع دی۔ سی او دیپک چترویدی نے بتایا کہ اس شخص کی شکایت کی بنیاد پر نامعلوم نوجوانوں کے خلاف رپورٹ درج کی گئی ہے۔ معاملے کی مکمل چھان بین کی جا رہی ہے۔ اگر ملزمان قصوروار پائے گئے تو ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

ہمیر پور: نوجوان کو خودکشی پر اکسانے کے الزام میں گرفتار خاتون کو پولس لے گئی ہریانہ

ہمیر پور: 8 اکتوبر (پی این ایس) ہریانہ کے ریواڑی ضلع کے صدر تھانہ علاقے میں خودکشی کرنے سے پہلے لکھے گئے ایک سوسائڈ نوٹ میں ایک نوجوان نے پارارائے پورہ کی ایک نوجوان خاتون پر اسے خودکشی پر مجبور کرنے کا الزام لگایا ہے۔ ریواڑی پولیس نے نوجوان خاتون کے خلاف ایف آئی آر درج کی، اسے گرفتار کیا، اور اسے ہریانہ لے گئی۔ تھانہ علاقہ کے پارارائے پورہ کی رہنے والی سنگیتا پرجاپتی کا ریواڑی کے ایک نوجوان کے ساتھ عشق تھا۔ دونوں اکثر فون پر بات کرتے تھے۔ حال ہی میں نوجوان نے اپنے گھر میں خودکشی کر لی۔ خودکشی کرنے سے پہلے اس نے ایک سوسائڈ نوٹ لکھا جس میں اس نے سنگیتا پر خودکشی کے لیے اکسانے کا الزام لگایا۔ نوجوان کے گھر والوں نے سنگیتا کے خلاف ریواڑی کے صدر پولیس اسٹیشن میں خودکشی کے لیے اکسانے کے لیے ایف آئی آر درج کرائی۔ جمعرات کو ہریانہ پولیس سمرپور پولیس اسٹیشن پہنچی اور مقامی پولیس کی مدد سے پارارائے پورہ گاؤں میں چھاپہ مار کر سنگیتا کو حراست میں لے لیا۔ اس کے بعد ہریانہ پولیس اسے ریواڑی لے گئی۔ سٹیشن ہاؤس آفیسر پون کمار پٹیل نے بتایا کہ ہریانہ پولیس نے پارارائے پورہ سے ایک نوجوان خاتون کو خودکشی پر اکسانے کے شبہ میں گرفتار کر کے اپنی تحویل میں لے لیا ہے۔

ایودھیا میں اکھلیش یادو کی بھاگوت کتھا میں شرکت

محبت، مساوات اور سماجی انصاف کو جمہوریت کی بنیاد قرار دیا

سماج وادی پارٹی کے قومی صدر اور سابق وزیر اعلیٰ اکھلیش یادو جمعرات کو ایودھیا میں سماج وادی پارٹی کے رہنما اور سابق وزیر، تیج نارائن پانڈے عرف پون پانڈے کے آبائی گھر کرشن پور، خان پور رسول آباد میں منعقدہ شری مد بھاگوت کتھا میں شریک ہوئے۔ جناب اکھلیش یادو نے سب سے پہلے ویاس پیٹھ کی پوجا کی اور بھاگوت کتھا میں آئے ہوئے تمام عقیدت مندوں کو مبارکباد دیتے ہوئے نیک خواہشات پیش کیں۔ اس موقع پر موجود عقیدت مندوں سے خطاب کرتے ہوئے جناب اکھلیش یادو نے کہا کہ بھگوان شری رام کی جائے پیدائش ایودھیا کی مقدس سرزمین پر آج تمام ہری بھکت مل کر "جے رادھے شیام" کا نعرہ لگا رہے ہیں، یہی ہمارے معاشرے، ملک اور ثقافت کی خوبصورتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جمہوریت کا سب سے بڑا تہوار انتخابات ہونے جا رہا ہے، جس وقت انتخابات ہوں گے، فیصلہ لینے کی گھڑی آئے گی۔ ایسے موقع پر یہ ایک منفرد اتفاق ہے کہ ہم لوگ کل یگ کی تپش کو دور کر کے اس دنیا کو سنوارنے اور اگلی دنیا کو بہتر بنانے والی بھاگوت کتھا کا امرت پینے کے لیے ایک جگہ جمع ہوئے ہیں۔ یہ بہت بڑی خوش بختی ہے۔ جناب یادو نے کہا کہ ہمارے ملک کی ثقافت عظیم ہے۔ ہم لوگ بچپن سے رامائن اور مہابھارت کی کتھائیں سنتے آئے ہیں۔ ہم نے ذاتی طور پر بچپن سے سنا ہے کہ جو بھَو کے بندھن سے آزاد کرائے، وہی بھاگوت ہے اور جو ویدنا دور کرے، وہی کتھا ہے۔ آج ہم معاشرے کو دیکھتے ہیں تو وہ بندھنوں اور تکالیف سے بھرا ہوا ہے۔ کہیں انا کا بندھن ہے، اقتدار کا بندھن ہے، کہیں ذات کا بندھن ہے تو کہیں امتیاز کا بندھن ہے۔ جو ماحول بنا ہوا ہے، اس میں دیکھا جا رہا ہے کہ عداوت، چھوا چھوت اور اونچ نیچ کا بھی بندھن ہے۔ پاک اور ناپاک کے بندھن کے ساتھ متعدد قسم کے سماجی بندھن بھی ہیں۔ ایسے وقت میں بھاگوت کتھا کی معنویت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ جناب اکھلیش یادو نے کہا کہ ہمارے لیے بھگوان شری کرشن ہی بھگوان شری رام ہیں اور بھگوان شری رام ہی بھگوان شری کرشن ہیں۔ بھاگوت کتھا کوئی کہانی نہیں ہے۔ بھاگوت کتھا حوصلہ اور ذہنی قوت بڑھاتی ہے۔ کتھا دل اور حوصلے کو مضبوط کرتی ہے۔ کہانی آخر میں لمحاتی خوشی دیتی ہے، جبکہ کتھا ختم ہونے کے بعد ذمہ داری کا ایک ناقابلِ فراموش اور گہرا احساس پیدا کرتی ہے۔ کتھا کے پیغام کو زندگی میں اتارنے سے کتھا سننے کا پورا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ بھاگوت کتھا صرف شری کرشن جی کی زندگی کے بارے میں نہیں بتاتی، بلکہ ہمیں شری کرشن جی جیسا بننے کے لیے محبت، رحم اور اپنائیت سے بھرا دل بڑا کرنے کی ترغیب دیتی ہے، یہی ذہنی اور اخلاقی نشوونما ہے۔ جب ہم محبت، رحم اور اپنائیت کی بات کریں گے تو ہمارا معاشرہ مزید متحد ہوگا۔ ہم سماجی طور پر مزید متحد ہوں گے۔ بھاگوت کتھا سکھاتی ہے کہ محبت سب سے بڑا پرمارتھ ہے۔ شری کرشن جی نے سکھایا ہے کہ محبت میں کوئی چھوٹا یا بڑا نہیں ہوتا۔ شری کرشن جی نے راج محل چھوڑ کر گوکل کے گوالوں اور گاییوں کے ساتھ زندگی گزاری۔ جہاں محبت کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے، وہیں جمہوریت ہے۔ بھاگوت کتھا سکھاتی ہے کہ کہیں امتیاز نہیں ہونا چاہیے۔ محبت سے بڑا کوئی راج دھرم نہیں ہے۔ جو شخص محبت، رحم اور اپنائیت نہیں رکھتا، اس کا انجام کنس جیسا ہوتا ہے۔ اس لیے آج یہ طے کرنا ہے کہ نفرت بڑھانے والی حکومت چاہیے یا شری کرشن کی محبت والی وراثت چاہیے۔

ضلع بنیادی تعلیم افسر کے دفتر پر ای سی سی ای ایجوکیٹروں کا زبردست احتجاج

کونسلنگ ہونے کے باوجود 160 امیدواروں کو اب تک جاری نہیں کیے گئے تقرری نامے

بلند شہر 8/ اکتوبر (پریس ریلیز) ضلع میں ای سی سی ای ایجوکیٹر بھرتی کے دوسرے مرحلے میں منتخب 160 امیدوار گزشتہ چار ماہ سے تقرری ناموں کے منتظر ہیں۔ 29 مئی 2026 کو کونسلنگ کا عمل مکمل ہونے کے بعد تمام منتخب امیدواروں کو اسکول بھی الاٹ کر دیے گئے تھے، لیکن اس کے باوجود اب تک تقرری نامے جاری نہیں کیے گئے ہیں۔ آج جمعرات کو ای سی سی ای ایجوکیٹر کے امیدوار بڑی تعداد میں ضلع بنیادی تعلیم افسر کے دفتر پر جمع ہوئے اور تقرری نامے جاری کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے احتجاج کیا۔ اس کے بعد امیدواروں نے ضلع بنیادی تعلیم افسر کو میمورنڈم پیش کر کے جلد از جلد تقرری نامے جاری کرنے کی اپیل کی۔ امیدواروں کا کہنا ہے کہ بھرتی کے عمل کے تمام مراحل مکمل ہونے کے باوجود انہیں اب تک الاٹ کیے گئے اسکولوں میں کام شروع کرنے کا موقع نہیں مل سکا ہے۔ ای سی سی ای ایجوکیٹر کے دوسرے مرحلے کی بھرتی میں امیدواروں نے مقررہ تعلیمی اہلیت کی بنیاد پر درخواستیں دی تھیں۔ اس کے بعد انٹرویو اور دستاویزات کی جانچ کے مرحلے میں کامیاب ہونے والے امیدواروں کی 29 مئی 2026 کو اسکولوں کی الاٹمنٹ کے لیے کونسلنگ کرائی گئی تھی۔ کونسلنگ کے دوران تمام منتخب امیدواروں کو ان کے اسکول بھی الاٹ کر دیے گئے تھے۔ تاہم اسکول الاٹ ہونے کے تقریباً چار ماہ گزر جانے کے باوجود تقرری نامے جاری نہ ہونے سے امیدواروں میں تشویش بڑھتی جا رہی ہے۔ منتخب امیدواروں نے ضلع بنیادی تعلیم افسر کو دیے گئے خط میں کہا ہے کہ بھرتی کا عمل مکمل ہونے کے بعد انہیں مزید انتظار نہ کرایا جائے اور جلد از جلد تقرری نامے جاری کیے جائیں، تاکہ وہ اپنے الاٹ کیے گئے اسکولوں میں جا کر اپنی ذمہ داریاں سنبھال سکیں۔

ضلع بھر میں کانگریسی لیڈران کے گھروں پر دبش دے کر انھیں نظر بند کیا گیا

ضلع صدر نے پولیس کی نظر بندی کی کوششوں کو ناکام بناتے ہوئے کارکنان کی قیادت کی

بلند شہر 8/ اکتوبر (پریس ریلیز) کانگریس کی جانب سے کلکٹریٹ پر الیکشن کمیشن کے خلاف احتجاج اور گھیراؤ کے اعلان کے بعد پولیس نے علی الصبح ضلع بھر میں کانگریسی لیڈروں کے گھروں پر دبش دے کر انہیں نظر بند کرنے کی کارروائی شروع کی۔ کانگریس ضلع صدر ضیاء الرحمن نے پولیس کی نظر بندی کی کوششوں کو ناکام بناتے ہوئے صبح ہی ضلع دفتر پہنچ کر کارکنان کی قیادت کی۔ کانگریس کے مطابق سیانہ میں کانگریس لیڈر ساجد چودھری اور فہیم الدین میواتی کو گھر میں نظر بند کیا گیا۔ شکارپور میں شیو کمار شرما، پہاسو میں نریش بالمیکی، چھتاری میں ڈاکٹر شخاوت، خورجہ میں کرشن موہن سنگھ، دانش قریشی اور راجے چھونکر، ککوڑ میں ویریندر سینی، سکندرآباد میں حاجی فاضل اور بلند شہر میں راکیش بھاٹی، آشو قریشی، منیش چترویدی اور انل شرما سمیت دیگر لیڈروں کو بھی نظر بند کیے جانے کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ کانگریس ضلع صدر ضیاء الرحمن نے کہا کہ کانگریس لیڈروں کو گھر میں نظر بند کرنا ان کے مطابق آمرانہ طرز عمل کی علامت ہے۔ انہوں نے کہا کہ پارٹی جمہوری حقوق اور ووٹ کے حق کے تحفظ کے لیے اپنی آواز بلند کرتی رہے گی۔ واضح ہو کہ آج جمعرات کو کانگریس قیادت کی اپیل پر "یوم سیاہ" مناتے ہوئے چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار کے استعفے اور مبینہ ووٹ چوری کے خلاف کانگریس کارکنان نے ضلع صدر ضیاء الرحمن ایڈووکیٹ کی قیادت میں احتجاجی مارچ نکالنے کی کوشش کی، تاہم پولیس نے کانگریس دفتر سے باہر نکلتے ہی کارکنان کو روک دیا۔ اس دوران کانگریسی کارکنان اور پولیس کے درمیان شدید نوک جھونک اور دھکا مکی ہوئی۔ کارکنان نے گیانیش کمار اور بی جے پی کے خلاف نعرے لگاتے ہوئے پولیس کی کارروائی کو غیر آئینی قرار دیا۔ کانگریس کے مطابق ضلع کانگریس دفتر کے باہر کئی تھانوں کی پولیس فورس اور تین سی او کی تعیناتی کی گئی تھی، جس پر پارٹی کارکنان نے اعتراض ظاہر کیا۔

راہل گاندھی کا بیریکیڈ پر چڑھنا: ڈر کی سیاست کے خلاف بغاوت کا آغاز

ڈاکٹر سلیم خان

راہل گاندھی نے کل جو کیا اور کہا وہ آزادی کے بعد کی تاریخ کا سنہری باب ہے ۔ سرکاری بیریکیڈ پر چڑھ کر قومی پرچم لہراتے ہوئے یہ کہنا معمولی بات نہیں ہے کہ 'ہم صرف ان کا مقابلہ نہیں کریں گے بلکہ انہیں ختم کرنے جارہے ہیں۔ ہمارے ملک کے ساتھ جو کیا گیا ہے، وہ غداری ہے'۔ غداری کا یہ الزام اس سنگھ پریوار پر لگایا جارہا ہے جس نے ملک میں وفاداری کے تمغے بانٹنے کا ٹھیکہ لے رکھا تھا۔ اس کے خلاف بولنے والا ہر شخص کو قوم دشمن قرار دے کر اس پر ملک سے غداری کے مقدمات درج کیے جاتے تھے۔ پالتو ذرائع ابلاغ میں میڈیا ٹرائل کے دوران اس کو پاکستان، چین اور سوروس سے جوڑ دیا جاتا تھا لیکن اب بازی الٹ گئی ہے۔ موجودہ سرکار کی مجبوری ہے کہ ۲؍ اکتوبر کے بعد سے ہونے والے احتجاج کرنے والے مظاہرین کو حراست میں لے مگر کسی گرفتار کرکے اس پر مقدمہ قائم کرنے کی اس میں جرأت نہیں ہے۔ دو چار کا کروچ کو سرِ عام پھانسی دے کر معاملہ کو رفع دفع کرنے کا مشورہ دینے والے مرکزی وزیر منہ چھپاتے پھر رہے ہیں۔ عدالتِ عظمیٰ کے حالیہ اور سابق جج چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ بڑے پیمانے پر عوام کو حق رائے دہندگی سے محروم کرنا قوم کے قلب پر ضربِ کاری ہے۔ اس لیے راہل گاندھی کا ایسے حملہ آوروں کو غدار کہنا کیسے غلط ہوسکتا ہے؟

سنگھ پریوار انگریزی استعماریت سے ساز باز کرکے ماضی میں بھی ملک سے غداری کا ارتکاب کرچکا ہے۔ ان لوگوں نے نہ صرف مخبری کی بلکہ انگریزوں کو تحریک آزادی سے نمٹنے کے مشورے بھی دیئے۔ شیاما پرساد مکرجی کے انگریزوں کو لکھے جانے والے وہ خطوط تاریخ کا حصہ ہیں جن میں 'بھارت چھوڑو تحریک' کو کچلنے کی تجاویز پیش کی گئی تھیں۔ وقت کے ساتھ ان کے ہاتھوں میں اقتدار کی باگ ڈور آئی تو انہوں نے اقتدار پر اپنی پکڑ مضبوط بنانے کی خاطر ایس آئی آر کے نام پر اپنے مخالفین کے حق رائے دہندگی پر ہی ڈاکہ ڈالنا شروع کردیا۔ اس جبر و استبداد کے خلاف ملک بھر میں احتجاج کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اس کی ایک کڑی حزب اختلاف کے تقریباً 300 ارکانِ پارلیمنٹ (لوک سبھا و راجیہ سبھا) کا مظاہرہ تھا جسے الیکشن کمیشن کے دفتر جانے سے روکا گیا تو وہ آکاش وانی بھون پر دھرنے میں تبدیل ہوگیا۔ یہ وہی ارکان پارلیمان ہیں جن میں سے نصف کو ایوان پارلیمان سے اٹھا کر باہر پھینک دیا گیا تھا تاکہ چیف الیکشن کمیشنر کو تاحیات تحفظ دینے کا قانون منظور کیا جاسکے۔ آج وہی گیانیش کمار کو اٹھا کر باہر پھینکنے کے لیے الیکشن کمیشن کے دفتر پہنچ گئے تو مودی سرکار کی نیکر ڈھیلی اور پتلون گیلی ہوگئی۔ فی الحال مودی اور شاہ ایسے ڈرے ہوئے ہیں کہ ان کو دیکھ کر محسن نقوی کا یہ شعر یاد آتا ہے۔

اتنے خائف کیوں رہتے ہو
ہر آہٹ سے ڈر جاتے ہو

دہلی کے احتجاج نے ثابت کردیا کہ ڈر نے اپنا گھر بدل دیا۔ کل تک جو لوگوں کو ڈرایا کرتے تھے اب اپنے سائے یعنی گیانیش کمار سے بھی ڈرنے لگے ہیں کہ کہیں یہ راہل گاندھی کی پیشکش پر سرکاری گواہ بن کر ہمیں سب کے سامنے ننگا نہ کردے۔ یہ مشیت کا عجب انتقام ہے کہ مودی سرکار جس گیانیش کمار کو اپنے اقتدار کے قیام کی خاطر لائی تھی وہی اس کے لیے سب سے بڑا خطرہ بن گیا ہے۔ گیانیش کمار اور مودی سرکار کے درمیان کا تعلق سانپ کے منہ میں چھچھوندر جیسا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ اگر وہ اسے نگل جائے تو اندھا ہوجائے اور اگل دے کو کوڑھ کے مرض میں گرفتار ہوجاتا ہے۔ ایسے میں یہ سمجھ نہیں آتا کہ اُگلا جائے یا نگلا جائے۔ گیانیش کو اگر ہٹایا نہیں گیا تو مخالفت کا یہ طوفان نہیں تھمے گا۔ اس کا رخ موڑنے کے لیے اگر دھرمیندر پردھان کی مانند ہٹا دیا جائے تو کئی بڑے نقصانات ہیں کیونکہ راہل گاندھی یہ دھمکی بھی دے چکے ہیں کہ 'کوئی بھی بچ نہیں پائے گا'۔ اس کے سبب بعید نہیں کہ اپنی جان بچانے کے لیے خود گیانیش کمار سرکاری گواہ بن جائے۔ ویسے بھی طوطا چشمی پرندے پالا بدلنے کے مشہور ہیں۔ چیف جسٹس سوریہ کانت کا سُر بدل سکتا ہے تو گیانیش کمار کس کھیت کی مولی ہیں۔ یہ طوطا اگر اپنے آقا سے بغاوت کردے تو مودی و شاہ کے ہاتھوں سے سارے طوطے اڑ جائیں گے۔ ان لوگوں نے ہر شاخ پر یعنی محکمہ میں اپنے پالتو طوطے بیٹھا رکھے ہیں۔ گیانیش کی پیروی میں وہ سب بھی اپنی وفاداری بدلنے لگیں تو عوامی حمایت کے بجائے افسروں کی مدد سے چلنے والی یہ جعلی سرکار پلک جھپکتے دھڑام تختہ ہوجائے گی۔

دہشت زدہ فرد یا سرکار گھبراہٹ میں خود اپنا نقصان کرتے ہیں۔ مودی سرکار کے ساتھ یہی ہورہا ہے۔ حزب اختلاف نے جب ایوان پارلیمان سے الیکشن کمیشن کے دفتر تک جلوس کی شکل میں جاکر الیکشن کمشنرس سے ملاقات کرنے کا اعلان کیا تو مودی اس سے نمٹنا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ وہ گفت و شنید کے بعد جلوس کا راستہ اور وقت طے کرکے اسے نہ صرف اجازت بلکہ دیگر سہولیات سے نواز کر یہ تاثر دے سکتی تھی کہ وہ اظہار رائے کی آزادی کا پاس و لحاظ کرتی ہے۔ یہ پیغام بھی جاتا چونکہ اس نے کوئی غلطی ہی نہیں کی اس لیے سرکار اس جلوس سے بالکل بھی خوفزدہ نہیں ہے۔ الیکشن کمیشن ملاقات کے لیے چنندہ رہنماوں کا ایک وفد بنا کر اس سے ملاقات کے لیے راضی ہوجاتا۔ وہ ان کے اعتراضات کو سن کر اس پر اپنے اقدامات کے لیے وقت مانگتا اور پریس کانفرنس میں آکر کہہ دیتا کہ حزب اختلاف کے اعتراضات کی حقیقت کیا ہے اور وہ ان کی شکایات کو دور کرنے کے لیے کون کون سے اقدامات کررہا ہے۔ اس طرح نہ تو راہل گاندھی کے احتجاج کو اتنی مقبولیت اور نہ سرکار سمیت الیکشن کمیشن کی ایسی بدنامی ہوتی مگر 'وناش کالے وپریت بدھی' کی مصداق الیکشن کمیشنر کو روپوش کرکے پولیس والوں کو مظاہرین پر چھوڑ دیا گیا۔ مودی سرکار نے الیکشن کمیشن کو بچانے کے لیے جو احتیاطی تدابیر کیں اس پر راحت اندوری کا یہ شعر صادق آتا ہے۔

بدن چرا کے وہ چلتا ہے مجھ سے شیشہ بدن
اسے یہ ڈر ہے کہ میں توڑ پھوڑ دوں گا اسے

حزب اختلاف کے جلوس کی منزل الیکشن کمیشن کا دفتر تھی مگر علاقے میں بھارتیہ ناگرک سرکشا سنہتا (BNSS) کی دفعہ 163 کے تحت امتناعی احکامات نافذ ہونے کی وجہ سے پولیس نے مظاہرین کو روکا تو وہ تقریباً 100 میٹر کے فاصلے پر واقع آکاش وانی بھون میں داخل ہوکر دھرنے پر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد کانگریس کارکنوں کو پولیس بس میں بٹھا کر احاطے سے باہر لے گئی۔ کانگریس ذرائع کے مطابق پارٹی نے تینوں الیکشن کمشنروں، بشمول چیف الیکشن کمشنر سے ملاقات کا وقت لینے کے لیے باضابطہ خط بھیجا ہے۔ ان کے مطابق اگر الیکشن کمیشن کی جانب سے کوئی افسر آکر آئندہ ایک دو دن میں ملاقات کا یقین دلاتا ہے تو راہل گاندھی اپنا دھرنا ختم کرسکتے تھے مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ اب راہل گاندھی کا پولیس اہلکاروں سے کہنا ہے کہ اگر انہیں یہاں سے ہٹانا ہے تو ہٹا دیں، لیکن یہ بھی بتایا جائے کہ وہ ملک میں کہاں بیٹھ سکتے ہیں– انڈیا گیٹ پر، جنتر منتر پر یا سڑک پر؟ وہ الیکشن کمیشن اور پولیس سے سوال کرتے ہیں کہ کانگریس اور اپوزیشن کے نمائندوں کو الیکشن کمیشن کے حکام سے ملاقات کی اجازت کیوں نہیں دی گئی؟ انہوں نے یاد دلایا کہ 'ہم کروڑوں بھارتیوں کی نمائندگی کرتے ہیں' اور پوچھتے ہیں الیکشن کمشنر ہم سے کیوں نہیں مل رہے ہیں؟ پولیس ہمیں کیوں روک اور دھمکا رہی ہے؟''

راہل گاندھی کو پپو کہنے والے تضحیک آمیز انداز میں بولتے تھے کہ 'یہ تم سے نہیں ہو پائے گا' لیکن اب انہوں نے بیریکیڈ پر چڑھ کر وہ کردیا کہ جو مودی جی کے لیے کبرسنی کے سبب اور امیت شاہ کے لیے گول مٹول جسم کی وجہ سے ممکن نہیں ہے۔ یوگی ادیتیہ ناتھ نے اگر ایسی کوشش کی تو ان کی دھوتی کھل جائے گی۔ اب سوال یہ ہے کہ ملک کا نوجوان کیسی قیادت چاہتا ہے؟ اس کے مسائل کی خاطر لڑنے کی قوت کس میں ہے؟ ان کی مشکلات کو سننے اور سمجھنے کی صلاحیت کا حامل کون ہے؟ اب تو نوجوان اور طلبا کے علاوہ ان کے والدین بھی سوچنے پر مجبور ہوگئے ہیں کہ ان کی اولاد کا مستقبل کس کے ہاتھوں میں محفوظ ہے اور کون اس سے کھلواڑ کررہا ہے؟ بی جے پی والے بار بار سوال کیا کرتے تھے کہ 'مودی نہیں تو کون؟' اور پھر لوگ پریشان ہوتے تو کان پھونک دیا کرتے 'آئے گا تو مودی ہی'۔ اس جھانسے میں آکر بہت سارے لوگ اپنے ووٹ کا ضائع ہونے سے بچانے کی خاطر کمل پر مہر لگادیتے تھے مگر اب ان کی آنکھیں کھل چکی ہیں۔ حزب اختلاف کے رہنما راہل گاندھی ایسے تمام لوگوں کے لیے جو ہوا کا رخ دیکھ کر اپنا حق رائے دہندگی استعمال کرتے تھے امید کی ایک کرن بن چکے ہیں۔ ان پر محسن نقوی کے یہ اشعار مع ترمیم صادق آتے ہیں۔

کون سی بات ہے تم میں ایسی، اتنے اچھے کیوں لگتے ہو
راہل تم بدنام بہت ہو، جیسے ہو پھر بھی اچھے ہو

☆☆☆

مودی کے 25 برس اور مسلمان...!

ڈاکٹر سید فاضل حسین پرویز

7 اکتوبر 2026 کو مسٹر نریندر مودی کے اقتدار کے 25 برس مکمل ہوئے۔ ساڑھے بارہ برس گجرات کے چیف منسٹر کی حیثیت سے اور اتنی ہی مدت ہندوستان کے وزیر اعظم کی حیثیت سے انہوں نے یہ مدت مکمل کی، جس کا بی جے پی حلقوں میں جشن منایا جارہا ہے، جبکہ اپوزیشن، طلبہ اور نوجوان جنتر منتر کے علاوہ مختلف مقامات پر ہندوستان میں جمہوری نظام اور دستوری حقوق کی پامالی کے خلاف احتجاج کررہے ہیں۔ مسٹر نریندر مودی نے بی جے پی اور ہندوتوا طاقتوں کو مستحکم بنایا، ان میں مذہبی جذبات کو پروان چڑھاتے ہوئے ہندوستان کو ایک سیکولر ملک سے ایک ہندو راشٹریہ بنانے میں بڑی حد تک کامیابی حاصل کی ہے۔ ہندوستان میں مذہبی بنیادوں پر اختلافات اور تفریق ہمیشہ سے رہی ہے، مگر مجموعی طور پر اس ملک میں کثرت میں وحدت کا تصور ابھرتا تھا، جبکہ گزشتہ 25 برس کے دوران ہندوتوا طاقتوں نے سرکاری پشت پناہی سے مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کو دوسرے اور تیسرے درجے کا شہری بنا کر رکھ دیا ہے۔ 25 برس کے دوران ملک کے ہندوؤں نے تمام خامیوں ، کمزوریوں اور اجتماعی نقصانات کی پرواہ کئے بغیر مودی کو تیسری بار کرسی اقتدار پر لا بٹھایا، انہوں نے نوٹ بندی کے نقصانات برداشت کئے، آسمان کو چھونے والی مہنگائی کو گوارہ کرلیا، ملک کا نوجوان بے روزگار ہے، اس کی پرواہ نہیں۔ ہاں! مسلمانوں کو ان کے حقوق سے محروم کردیا گیا، ان پر مظالم کے پہاڑ ڈھائے گئے، یہی دلی سکون کے لئے کافی ہے۔ مسٹر نریندر مودی کے چیف منسٹر گجرات کی حیثیت سے کیا کارنامے رہے ہیں، اس سے کئی زیادہ دنیا کو 2002ئ کے گجرات کے مسلم کش فسادات یاد رہ گئے ہیں۔ 25 برس گزر جانے کے باوجود بھی تلخ یادیں ذہن سے اور نہ ہی تاریخ سے مٹ سکتی ہیں۔ جہاں تک ملک کے وزیر اعظم کی حیثیت سے ان کے ساڑھے بارہ برس کا تعلق ہے، انہوں نے ہندوؤں سے جو وعدے کئے تھے، اسے پورا کیا۔ بابری مسجد کی جگہ رام مندر تعمیر کردی گئی، اور اسی رام مندر سے ہزاروں کروڑ روپئے نقد اور سونے چاندی کے زیورات اور جواہرات چوری کرلئے گئے، جس پر بڑی آسانی سے پردہ ڈال دیا گیا۔ منادر کے آثار کے نام پر بے شمار مساجد شہید کردی گئیں، این آر سی اور سی اے اے نافذ کردیا گیا۔ ایس آئی آر کی آڑ میں کروڑوں مسلمانوں کو ان کے دستوری حق سے محروم کرکے کسی کو بے گھر تو کسی کو ملک بدر کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی۔ مسلم حکمرانوں کے شاندار دور حکومت کو ظالمانہ دور ثابت کرتے ہوئے نصابی کتابوں سے ان حکمرانوں سے متعلق اسباق حذف کردیئے گئے، ان کے نام سے موسوم شہروں کے نام بدل دیئے گئے، اقلیتوں کے اداروں بالخصوص اقلیتی کردار کے حامل تعلیمی اداروں میں راشٹریہ مسلم منچ سے وابستگی رکھنے والوں کو مسلط کردیا گیا، جوان اقلیتی تعلیمی اداروں میں آہستہ آہستہ ہندوتوا کے ایجنڈے کو متعارف کرنے لگے ہیں۔ دینی مدارس کو یا تو بند کردیا گیا یا ان کی عمارتوں پر بلڈوزر چلادیئے گئے۔ جہاں جہاں فسادات ہوئے، مسلمانوں کو یکطرفہ گرفتاریاں کی جاتی رہیں، جیلوں میں سڑایا گیا، ابھرتی ہوئی نوجوان مسلم قیادت کو سلاخوں کے پیچھے بند کرکے ایک پوری قوم کو مایوسی کا شکار بنادیا گیا۔ اس کے برخلاف ملک کی سالمیت، اتحاد اور یکجہتی کو متاثر کرنے والے زناکار اور بدعنوان ہندو لیڈروں کے ساتھ جیلوں میں نرمی اختیار کی جاتی رہی، ماب لنچنگ عام ہونے لگی، پولیس کی موجودگی میں ایک طرف سابق ارکان پارلیمنٹ کا قتل ہوتا ہے تو دوسری طرف حکومت کی سرپرستی میں انکاؤنٹر اور ہاف انکاؤنٹرس کے واقعات عام ہونے لگے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ نریندر مودی نے بین الاقوامی سطح پر اپنی ایک امیج بنائی، اگرچہ کہ ہندوستان میں اقلیتوں کے ساتھ جبر و ستم کے واقعات پر بین الاقوامی اداروں کی رپورٹس ان کی مقبولیت پر سوالیہ نشان ہیں۔ تاہم ایک کثیر آبادی والے ملک کے سربراہ کی حیثیت سے انہوں نے نہ صرف وزیر اعظم کی حیثیت سے ساڑھے بارہ برس کے دوران 82 ممالک کے مجموعی طور پر 102 دورے کئے، امریکہ 10 بار، فرانس اور جاپان آٹھ، آٹھ بار، روس اور متحدہ عرب امارات سات، سات بار دورے کئے، بلکہ سعودی عرب، افغانستان، فلسطین، مالدیپ، متحدہ عرب امارات، بحرین، امریکہ، مصر، فرانس، بھوٹان، یونان، روس، نائیجیریا، دومنیکا، کویت، بارباڈوس، ماریشس، سری لنکا، گھانا، نامیبیا، ایتھوپیا، عمان، اسرائیل، ناروے اور ازبکستان کے اعلیٰ ترین شہری اعزازات بھی حاصل کئے۔ ایک طرف ہندوستانی مسلمانوں کے ساتھ دوسرے تیسرے درجے کے شہری جیسا سلوک ہوتا ہے تو دوسری طرف مسلم ممالک کے سربراہوں سے اتنی گرم جوشی سے گلے ملا جاتا ہے جیسے بچپن میں بچھڑے تھے، اب ملے ہیں۔ مسٹر نریندر مودی کی حکومت کے دوران عدلیہ غیر جانبدار نہیں رہی، ججس اپنے تو ریٹائرمنٹ کے بعد کی زندگی کو مزید پرآسائش بنانے کے لئے حکومت کے موافق فیصلے سنا رہے ہیں۔ بابری مسجد سے متعلق رنجن گوگوئی اور ان کی ججس کی ٹیم کا فیصلہ ہندوستانی عدلیہ کی تاریخ کا بدترین فیصلہ اور تاریخ کا سیاہ ترین باب ہے۔ عدالتی تقررات بالخصوص ان ججس کے تقررات پر پابندی لگائی گئی جنہوں نے موافق مودی فیصلے نہیں لئے تھے۔ جن میں کے ایم جوزف، بشارت علی خان، محمد منصور، جین پٹیل، عقیل قریشی، راجندر جین کے نام قابل ذکر ہیں، انہیں سینئریٹی کے باوجود چیف جج بنانے کے باوجود دوسری عدالتوں کو تبادلے کردیئے گئے، جسٹس لویا کی پراسرار موت اور اس کی تحقیقات پر جس طرح سے پردہ ڈال دیا گیا وہ بھی ایک سوالیہ نشان ہی نہیں عدلیہ کے ماتھے کا کلنک ہے۔ کشمیر کا خود مختار موقف برخواست کرتے ہوئے دفعہ 370 کو ختم کردیا گیا۔ سوال یہ ہے کہ کیا کشمیر میں امن بحال ہوا ہے ۔ کیا احتجاج کرنے والے جو ہزاروں افراد کو گرفتار کیا گیا تھا ان کے ساتھ انصاف کیا گیا کہ نہیں؟ مسٹر مودی کے دور میں کئی عوامی احتجاج ہوئے ہیں، جن میں کسانوں کا اور طلبہ کا احتجاج قابل ذکر ہے۔ سی اے اے کے خلاف شاہین باغ کے احتجاج کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ اگر کوویڈ کا پروپگنڈہ نہ ہوتا تو یہ ایک تاریخ ساز احتجاج ثابت ہوتا۔ کوویڈ کے دوران ہندوستان میں ویکسین ضرور تیار کی مگر حالات پر قابو پانے میں پوری طرح سے کامیاب نہیں ہوئے۔ کوویڈ کے دوران تبلیغی جماعت کے خلاف جس طرح سے پروپگنڈہ کیا گیا، جس طرح سے مسلمانوں کو بدنام کرنے کی کوشش کی گئی اسے بھی شاید بھلایا نہیں جاسکے گا۔ یہ سچ ہے کہ مسٹر نریندر مودی کی بدولت بی جے پی کو ملنے والی ووٹ 20 فیصد سے 27 فیصد ہوئے، بہار، یوپی، آسام اور مغربی بنگال میں زعفرانی پرچم لہرا دیا گیا۔ مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ان ریاستوں میں جس طرح سے ای وی ایم کے ذریعے ووٹنگ ہوئی ہے، جس طرح سے مخالف بی جے پی حلقوں میں ووٹرس کو ان کے دستوری حق سے محروم کیا گیا، اسی پر پورے ملک میں ایک ہنگامہ برپا ہے، اس وقت ہندوستان کی 31 ریاستوں میں سے 21 میں بی جے پی یا اس کی حلیف کی حکومتیں ہیں یعنی ہندوستان کی 72 فیصد علاقے پر بی جے پی کا راج ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ میڈیا کا یہ بدترین دور ہے، سرکاری اور پرائیوٹ چینلس موافق حکومت پروپگنڈے میں مصروف ہیں، اگر سوشیل میڈیا اپنی عروج پر نہ ہوتا تو دنیا کو پتا ہی نہیں چلتا کہ اصلیت کیا ہے۔ اس وقت چند مٹھی بھر کھرب پتی صنعت کاروں کا راج ہے۔ مودی حکومت نے ان صنعت کاروں کے لگ بھگ دس لاکھ کروڑ روپئے کے بینک لون معاف کئے ہیں۔ دوسری طرف چند ہزار مقروض کسانوں کو خودکشی کے لئے مجبور ہونا پڑتا ہے۔ مسٹر نریندر مودی جن اصولوں کے ساتھ وزارت عظمیٰ کی کرسی تک پہنچے اور اس پر ساڑھے بارہ برس سے برقرار ہیں اسی کو آئیڈیل بناتے ہوئے آسام اور اترپردیش کے چیف منسٹر نے اپنے آپ کو مستحکم بنایا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یوگی وزارت عظمیٰ کے سب سے بڑے دعویدار ہیں۔ امیت شاہ بھی قطار میں ہیں، گڈکری کا نام بھی سننے میں آتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا ان میں سے کوئی مسٹر مودی کی جگہ لے پائے گا؟ جہاں تک اپوزیشن کا تعلق ہے راہول گاندھی نے حالیہ عرصے کے دوران خود کو ایک زبردست اپوزیشن لیڈر ثابت کیا، 'بھارت جوڑو یاترا' 'نفرت کے بازار میں محبت کے دکان کا نعرہ'، عوام سے بہ راست رابطہ کرتے ہوئے انہوں نے مودی اینڈ کمپنی کے ان طنزیہ ریمارکس کو غلط ثابت کردیا تو وہ شہزادے ہیں۔ بلکہ انہوں نے یہ دکھایا ہے کہ کس طرح سے عوامی تحریک چلائی جاتی ہے، اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ آج راہول گاندھی کی عوامی مقبولیت کا گراف بڑھ چکا ہے۔ المیہ یہ ہے کہ اپوزیشن میں اتحاد نہیں ہے۔ انا کے قول میں بند اپوزیشن لیڈرس خود بی جے پی کے اقتدار کی راہیں ہموار کرتے ہیں ۔ چندر شیکھر آزاد پچھڑے طبقات کی زبردست آواز ہیں تاہم اترپردیش میں ان کا کسی سے اتحاد کے بغیر الیکشن میں حصہ لینا بی جے پی کی کامیابی کو یقینی بنادے گا۔ اکھلیش، مایاوتی، راہول گاندھی، ایک پلیٹ فارم پر آنہیں سکتے، حالانکہ مغربی بنگال میں ترنمول کانگریس اور کمیونسٹ پارٹیاں متحد ہونے لگی ہیں۔ گیانیش کمار کی من مانی دستوری اور جمہوری اقدار اور اصولوں کی پامالی کے خلاف احتجاج سے زیادہ اپوزیشن کے اتحاد کی ضرورت ہے ۔ جو شاید اس لئے ممکن نہیں کہ اپوزیشن جماعتوں میں بھی ذہنی اور فکری طور پر اکثر و بیشتر قائدین ہندوتوا ذہنیت کے حامل ہیں۔ بہرحال! آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔

ایڈیٹر گواہ اردو ویکلی، حیدرآباد
9395381226

اپنے حصے کا فرض پہچانو

اللہ نہ کرے کہ ایسا ہو، لیکن پھر بھی ایک لمحے کے لیے فرض کیجیے کہ آپ کہیں باہر کسی جگہ موجود ہیں اور کسی بات پر کسی سرپھرے غیر مسلم سے آپ کی کہا سنی ہو جاتی ہے۔ بات صرف کہا سنی تک محدود نہیں رہتی، بلکہ آگے بڑھتے بڑھتے مار پیٹ، تشدد یا پھر ماب لنچنگ تک پہنچ جاتی ہے۔ اور آپ کے ساتھ ہونے والا یہ حادثہ عوامی بحث کا موضوع بھی نہیں بن پاتا۔ قومی میڈیا کے موجودہ کردار کو دیکھتے ہوئے اس کی امید لگانا بھی حماقت ہوگی، اور اپنا کوئی آپ کی آواز اٹھائے گا ایسا کوئی ادارہ ہم نے بنایا ہی نہی۔ پھر کیا ہوا گا اور ذرا سوچیے، اس مشکل اور بہت مشکل وقت میں آپ کے ساتھ کون کھڑا ہوگا؟ ہمارے ملک کا سسٹم؟ پولیس اور انتظامیہ؟ یا پھر ہماری ملی تنظیمیں؟ کون آپ کو انصاف دلائے گا؟ اور اس سے بھی بڑا سوال یہ ہے کہ کیا ملک کا موجودہ عدالتی نظام آپ کو انصاف دے گا، یا پھر آپ پہلے سے زیادہ استحصال کا شکار ہوجائیں گے؟

فرض کیجیے کہ اس حادثے میں آپ کی جان چلی جاتی ہے۔ پھر آپ کے بیوی بچوں کا کیا ہوگا؟ آپ کے والدین، آپ کے گھر والوں اور دوسرے پسماندگان کا کیا بنے گا؟ لوگ آئیں گے، نمازِ جنازہ ادا کریں گے۔ ہم جیسے لوگ ایک آدھ مضمون لکھ دیں گے، اداریہ لکھ دیں گے۔ چند پوسٹیں سوشل میڈیا پر لگا دیں گے، اور پھر سب اپنی اپنی دنیا میں مصروف ہوجائیں گے۔ کچھ دن بعد، بلکہ شاید یہ کہنا زیادہ درست ہوگا کہ محض چند گھنٹوں بعد ہی، حالات دوبارہ معمول پر آجائیں گے۔ ممکن ہے کہ کچھ مالی مدد آپ کے خونی رشتہ دار کردیں، لیکن سچ تو یہ ہے کہ اس کی بھی کوئی ضمانت نہیں۔ اور اگر کر بھی دیں گے تو کتنے دن تک۔۔۔ پھر اس کے بعد کیا ہوگا۔ اب ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر غور کیجیے۔ ایسا غیر منظم، بے حس اور خود غرض معاشرہ آخر کس نے بنایا؟ کیا یہ اسلام کا تقاضا ہے؟ کیا ہماری دینی تعلیمات ہمیں یہی سکھاتی ہیں؟ یا پھر ہماری روایات اور ہماری اجتماعی زندگی کا رخ ہی کچھ ایسا ہو چکا ہے؟ اگر ہماری موجودہ روش اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے، اگر اسلام ایسے بے درد اور بے حس معاشرے کی نفی کرتا ہے، تو پھر ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے معاشرے کے تئیں ہماری مذہبی، ملی، معاشرتی اور اخلاقی ذمہ داری کیا بنتی ہے؟ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس معاشرے کے لیے آپ پر کچھ فرائض عائد ہوتے ہیں، جنہیں ہر حال میں انجام دینا چاہیے، تو ایک لمحے کے لیے رک کر سوچیے: آپ اس معاشرے کو کیا دے سکتے ہیں؟ وہ کون سا کام ہے جو آپ پوری ایمانداری اور خلوص کے ساتھ کر سکتے ہیں؟ گر آپ کو یقین ہے کہ فلاں کام آپ کے بس میں ہے، تو پھر وہ کام خواہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو، اسے اپنی ذمہ داری سمجھ کر انجام دیجیے۔ کیونکہ بڑے انقلاب ہمیشہ بڑے لوگوں سے نہیں، بلکہ چھوٹی چھوٹی ذمہ داریوں کو ایمانداری سے نبھانے والے عام لوگوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور اگر آپ کو محسوس ہوتا ہے کہ معاشرے کے تئیں آپ کی کوئی ذمہ داری نہیں، تو پھر ایک بار رات کی تنہائی میں اپنے آپ سے ضرور پوچھیے:

کیا پوچھنا ہے۔۔۔ یہی کہ آپ کو اس دنیا میں بھیجا ہی کیوں گیا ہے؟ کیا صرف کھانا، کمانا، اپنے بچوں کی پرورش کرنا اور پھر ایک دن مر جانا ہی مقصدِ حیات ہے؟ اگر زندگی کا مقصد صرف یہی ہے تو پھر ایک جانور اور انسان میں کیا فرق رہ جاتا ہے؟ معاف کیجیے، میں یہ بات آپ کو ذلیل کرنے یا آپ کی توہین کے لیے نہیں کہہ رہا۔ میں صرف یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ جس انہونی کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے، ملک کے موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے وہ کسی کے ساتھ بھی پیش آسکتی ہے۔ اور اگر ایسا کسی کے ساتھ ہوگیا تو شاید اس وقت ہمیں احساس ہوگا کہ ایک منظم، بیدار اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک معاشرے کی ضرورت کتنی بڑی تھی۔ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے معاشرے کو ان مثبت تبدیلیوں سے روشناس کرانا، جن کا تقاضا اسلام کرتا ہے، آپ کا صرف سماجی نہیں بلکہ دینی، ملی اور اخلاقی فریضہ بھی ہے۔ یہ ایسی ذمہ داری ہے جس سے آپ چاہ کر بھی مکمل طور پر منہ نہیں موڑ سکتے۔

پانی سر سے اوپر پہنچ چکا ہے۔ حالات بد سے بدتر ہوتے جارہے ہیں۔ اگر انہیں ابھی نہ روکا گیا تو بہت جلد آپ ایسے مناظر دیکھنے پر مجبور ہو سکتے ہیں جنہیں دیکھنے سے پہلے شاید آپ مر جانا پسند کریں۔ مجھے امید ہے کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں، آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ اس لیے اپنی ذمہ داریوں سے پیچھا چھڑانے کے بجائے انہیں پہچانیے۔ اپنے حصے کا کام تلاش کیجیے۔ اور پھر اسے پوری دیانت داری کے ساتھ انجام دیجیے۔ کیونکہ معاشرہ کسی ایک لیڈر، کسی ایک تنظیم یا کسی ایک شخص کے سہارے نہیں بدلتا۔ کوئی راہل، کوئی مودی، کوئی اکھلیش، کوئی اویسی آپ کے کام نہیں آئے گا وہ اپنا اپنا الو سیدھا کریں گے اور چلتے بنیں گے۔ کیونکہ اپ سبھی کے لئے صرف ایک ووٹر ہیں اور اس سے زیادہ آپ کی کوئی ی حیثیت نہیں ہے۔ کسی کو نہ ملک کی فکر ہے نہ قوم کی اور نہ معاشرے کی۔ اگر ہوتی تو آج یہ حالات قطعی نہ ہوتے۔ کیونکہ کوئی بھی معاشرہ تبھی بدلتا ہے جب ہر انسان اپنے حصے کی ذمہ داری اٹھانے کے لیے تیار ہوتا ہے۔ یقین رکھیے، اگر ہم اخلاص کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں نبھانے کے لیے کھڑے ہو گئے تو اللہ ہمیں مایوس نہیں کرے گا۔ اب بھی وقت ہے۔ اپنے حصے کا فرض پہچانیے، اسے قبول کیجیے، اور پھر اس سے پیچھے مت ہٹیے۔ پھر دیکھئے کہ معاشرہ میں کیا کیا تبدیلیاں آتی ہیں۔ جب تک فرد اپنی زمہ داری پوری نہیں کرے گا معاشرہ سے کوئی امید فضول ہے۔

مالک، پبلشر، پرنٹر و ایڈیٹر تقدیس فاطمہ رضوی نے گروپ 5 پبلی کیشن 55 بی۔ وزیر حسن روڈ، لکھنؤ سے چھپوا کر پہلی منزل مسجد نور محل ساکیت پلی نرہی، لکھنؤ سے شائع کیا۔ ریزیڈنٹ ایڈیٹر: ڈاکٹر ہارون رشید
Proprietor, Publisher, Printer and Editor, Taqdees Fatima Rizvi printed at Group 5 Publication, 55B, Wazir Hasan Road, Lucknow, and published from Masjid Noor Mahal, First Floor, Saket Palli Narhi, Lucknow. , Resident Editor: Dr. Haroon Rasheed, avadhnama@gmail.com, Ph:0522-3506829, 9335135181

شیخ سعید الرحمن اعظمی ندوی مدارس دینیہ کے معمار اور عہد ساز شخصیت

مدارس کی علمی سرپرستی، طلبہ کی تربیت، عربی صحافت اور وقت کی پابندی نے انہیں منفرد مقام عطا کیا

ڈاکٹر محمد سعید اللہ ندوی

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے مہتمم، ممتاز عالم دین، عربی زبان وادب کے صاحب نظر استاذ، معروف ادیب وصحافی اور بے شمار طلبہ کے معلم ومربی مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندوی کا وصال ایک ایسے علمی مزاج کے رخصت ہونے کا سانحہ ہے جس نے کئی دہائیوں تک ملک وبیرون ملک کے دینی وعلمی منظرنامے پر اپنے اثرات چھوڑے۔ ۷؍اکتوبر 2026ء کو ان کے انتقال کی خبر نے علمی، دینی، ادبی اور صحافتی حلقوں کو غم زدہ کردیا۔ مولانا کی شخصیت کا ذکر عموماً ندوۃ العلماء کی طویل انتظامی ذمہ داری، عربی صحافت، تدریس، تصنیف وتالیف اور عربی زبان وادب میں ان کی خدمات کے حوالے سے کیا جاتا ہے، لیکن ان کی زندگی کا ایک ایسا پہلو بھی ہے جس پر نسبتاً کم گفتگو ہوئی ہے، وہ تھا ملک کے مختلف علاقوں میں قائم دینی مدارس، ان کے اساتذہ، طلبہ اور فارغین سے ان کا گہرا و مسلسل رابطہ اور ان کے علمی مستقبل کے سلسلے میں ان کی عملی دلچسپی۔ یہی پہلو انہیں محض ایک مدرس یا منتظم نہیں بلکہ مدارس کے وسیع تعلیمی نظام کا ایک اہم سرپرست بناتا ہے۔

مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی نے اپنی علمی زندگی کا بڑا حصہ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں گزارا۔ وہ 1950 کی دہائی میں ندوہ سے وابستہ ہوئے، عربی زبان وادب میں مہارت حاصل کی اور بعد ازاں اسی ادارے میں تدریس کی ذمہ داری سنبھالی۔ 1993ء سے 1999ء تک "کلیۃ اللغۃ العربیہ وآدابہا" کی ذمہ داری ادا کی اور 2000ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کے مہتمم مقرر ہوئے۔ ان کی اصل امتیازی شان یہ تھی کہ وہ منصب کو محض عہدہ نہیں سمجھتے تھے۔ اہتمام ان کے لیے دفتر کی چہار دیواری تک محدود نہیں تھا بلکہ اس کے دائرے میں وہ طلبہ، اساتذہ، مدارس اور علمی اداروں کو بھی شامل سمجھتے تھے۔ ملک کے مختلف علاقوں سے آنے والے اہل مدارس اور طلبہ ان سے ملتے، اپنے مسائل بیان کرتے اور علمی رہنمائی حاصل کرتے۔ مشرقی اتر پردیش سے لے کر بہار، بنگال، آسام اور نیپال تک متعدد خطوں کے مدارس سے ان کا تعلق اور وہاں کے طلبہ سے رابطہ ان کی وسیع تعلیمی فکر کی علامت تھا۔ خصوصاً مدارس کے طلبہ کے لیے ان کے یہاں علمی شناخت اور تعلیمی تسلسل کی بڑی اہمیت تھی۔ کسی مدرسے کا طالب علم جب ندوہ سے رابطہ کرتا تو اس کی علمی حیثیت، اس کی تعلیم اور اس کے مستقبل کو اہمیت دی جاتی۔ فارغین اور اہل مدارس کے لیے تصدیق ناموں کا اجرا بھی ان کی خدمات میں شامل تھا۔

یہ بظاہر ایک دفتری کام محسوس ہوسکتا ہے، مگر دینی مدارس کے طلبہ کے لیے کسی معتبر علمی ادارے سے تصدیق دراصل ان کے آئندہ تعلیمی اور عملی سفر میں ایک اہم دستاویز ہوتی تھی۔ مولانا اس ذمہ داری کو رسمی کارروائی کے بجائے علمی امانت سمجھتے تھے۔

دوسری طرف ان کے مزاج کا ایک نمایاں وصف وقت کی پابندی تھا۔ ان کے شاگردوں اور رفقا کے درمیان یہ بات بہت مشہور تھی کہ ان کی زندگی کے اوقات اتنے منظم تھے کہ ان کی آمد ورفت سے لوگ اپنی گھڑیاں درست کرسکتے تھے۔ یہ محض ایک دلچسپ واقعہ نہیں بلکہ ان کی پوری زندگی کے نظم وضبط کی علامت تھا۔ آکسفورڈ سے وابستہ عالم ڈاکٹر محمد اکرم ندوی نے بھی اپنے تاثرات میں مولانا کی غیر معمولی پابندیٔ وقت، نماز اور تدریسی معمولات کی سختی سے پابندی کو ان کی نمایاں خصوصیات میں شمار کیا ہے۔ یہی نظم وضبط ان کی تدریس میں بھی دکھائی دیتا تھا۔ وہ طالب علم سے محض سبق یاد کرنے کی توقع نہیں رکھتے تھے بلکہ وقت کی قدر، زبان کی صحت، مطالعے کی عادت، گفتگو کے سلیقے اور علمی سنجیدگی کو بھی تعلیم کا حصہ سمجھتے تھے۔ ان کے شاگردوں کے بقول وہ طالب علم کے اندر صلاحیت دیکھ کر اسے آگے بڑھنے کی ترغیب دیتے اور وقت ضائع کرنے سے سختی سے روکتے تھے۔ ان کی تربیت کا مقصد صرف امتحان پاس کرنا نہیں بلکہ علم کو زندگی کا مقصد بنانا تھا۔ ان کی شخصیت کا ایک اور روشن پہلو طلبہ سے ان کی خصوصی شفقت تھی۔ ڈاکٹر محمد اکرم ندوی نے اپنے تاثرات میں لکھا ہے کہ "مولانا اپنے طلبہ کی زبان، تحریر اور علمی ذوق کی اصلاح پر خصوصی توجہ دیتے تھے اور تدریسی اوقات کے بعد بھی ان کی رہنمائی فرماتے تھے۔ ان کے یہاں استاد اور طالب علم کا رشتہ صرف کلاس روم تک محدود نہیں تھا۔"

عربی زبان وادب کے میدان میں ان کی خدمات نے ندوۃ العلماء کی شناخت کو ملک سے باہر بھی مضبوط کیا۔ 1955ء میں "البعث الاسلامی" کے آغاز کے زمانے سے وہ اس علمی وصحافتی سفر کا حصہ رہے اور 1979ء میں مولانا سید محمد الحسنی کے انتقال کے بعد اس کے مدیر اعلیٰ کی ذمہ داری سنبھالی۔ کئی دہائیوں تک اس رسالے کے ذریعے انہوں نے ہندوستانی علمی روایت اور عالم عرب کے درمیان فکری وعلمی رابطے کو مضبوط کیا۔ ان کے اداریے، مضامین اور تحریریں عربی دنیا میں بھی قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں۔ ان کی علمی زندگی صرف تدریس اور صحافت تک محدود نہیں تھی۔ وہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کی مسجد میں طویل عرصے تک امامت وخطابت سے بھی وابستہ رہے، متعدد علمی ودینی اداروں کی سرپرستی اور مختلف قومی وملی اداروں میں ذمہ داریاں انجام دیں۔ عالمی رابطہ ادب اسلامی کے تاسیسی رکن، مسلم پرسنل لا بورڈ سے وابستگی اور انٹیگرل یونیورسٹی سے تعلق بھی ان کی ہمہ جہت خدمات کا حصہ رہا۔

عربی زبان وادب کے لیے ان کی خدمات کا اعتراف سرکاری سطح پر بھی ہوا اور انہیں 1994ء میں صدر جمہوریہ ایوارڈ سے نوازا گیا۔ یہ اعزاز ان کی علمی خدمات کے ایک پہلو کا اعتراف تھا، تاہم ان کی اصل میراث کسی اعزاز یا منصب میں نہیں بلکہ ان ہزاروں طلبہ، اساتذہ اور علمی وابستگان میں ہے، جن کی علمی تشکیل میں ان کا براہ راست یا بالواسطہ کردار رہا۔

ان کی وفات کے بعد ندوۃ العلماء کے لیے سب سے بڑا سوال یہی نہیں کہ ایک منصب پر کون آئے گا، بلکہ یہ ہے کہ ان کے قائم کردہ علمی مزاج، نظم وضبط، مدارس سے تعلق، طلبہ کی تربیت اور عربی زبان وادب کی خدمت کی روایت کو کس طرح آگے بڑھایا جائے گا۔ ادارے افراد سے بنتے ضرور ہیں، لیکن بڑے افراد اداروں کو ایک مزاج بھی دیتے ہیں۔ مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی نے ندوہ کے ساتھ اپنی طویل وابستگی کے ذریعے ایک ایسا مزاج چھوڑا جس میں علم کے ساتھ عمل، منصب کے ساتھ ذمہ داری اور تعلیم کے ساتھ تربیت کو بنیادی اہمیت حاصل تھی۔ ندوۃ العلماء سے لگاؤ اور ذمہ داران ندوہ سے وفاداری ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ 71 برس سے دارالعلوم ندوۃ العلماء سے منسلک رہے اور بلا اختلاف حضرت مولانا ابوالحسن علی حسنی ندوی کی سرپرستی اور ان کے بعد والے نظمائے ندوہ سے ملکر خوش اسلوبی سے کام کرتے رہے۔ مختلف نشیب وفراز میں عہد شکنی یا اختلافات سے پہلو تہی رہے۔

ان کے انتقال پر اگر صرف ان کی خدمات شمار کر کے خاموش ہوجایا جائے تو شاید ان کی زندگی کا اصل پیغام ہمارے ہاتھ سے نکل جائے۔ ان کی زندگی یہ بتاتی ہے کہ علمی خدمت کا دائرہ صرف کتاب لکھنے یا درس دینے تک محدود نہیں، ایک طالب علم کا وقت بچانا، ایک مدرسے کے فارغ کی علمی شناخت قائم کرنا، کسی ادارے کی سرپرستی کرنا، زبان وادب کی حفاظت کرنا، اپنے وقت کی پابندی کرنا اور اپنی ذمہ داری کو امانت سمجھنا بھی دین وعلم کی خدمت ہے۔ مولانا کی زندگی کا سب سے بڑا تعارف شاید یہی ہے کہ انہوں نے اپنے طویل علمی سفر میں منصب سے زیادہ ذمہ داری کو اہمیت دی اور شہرت سے زیادہ خدمت کو ترجیح دی۔ ان کا وصال ایک عہد کے خاتمے کا احساس ضرور دلاتا ہے، مگر ان کی اصل میراث ان کے شاگردوں، ان کی تحریروں، ان کی تربیتی روایت اور ان اداروں میں زندہ رہے گی جنہیں انہوں نے اپنی زندگی کا حصہ بنایا۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ نئی نسل ان کی زندگی کو صرف سوانح کے طور پر نہ پڑھے بلکہ وقت کی قدر، علم کی ذمہ داری، استاذ کا وقار، ادارے کی امانت اور طلبہ سے ربط کو اپنے علمی سفر کا حصہ بنائے، یہی ایک عہد ساز شخصیت کو حقیقی خراج عقیدت ہوگا۔

رابطہ نمبر 8175818019

شاعرِ اہل بیت علیہ السلام ایس ٹی واحد کی رحلت

قوم وملّت کا ناقابلِ تلافی نقصان

سیّد علی عمران زیدی

شاعر انجمن غریب العزا، جناب ایس ٹی واحد ابن اکبر حسین مرحوم (سابق سبھاسد) کی رحلت پُرملال پر انجمن غریب العزا کی جانب سے ایک تعزیتی جلسہ صدر انجمن ڈاکٹر سید علی امام زیدی (گوہر لکھنوی) کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا۔ جلسہ میں صدر انجمن اور دیگر اراکین انجمن نے مرحوم کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی ادبی، عزائی اور سماجی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا۔ مرحوم کافی عرصہ سے علیل تھے۔ بالآخر 4 اکتوبر 2026 بروز اتوار صبح فجر کے وقت دل کا دورہ پڑنے کے باعث تقریباً 70 برس کی عمر میں اس دارِ فانی سے رخصت ہوئے اور اپنے مالکِ حقیقی سے جاملے۔ مرحوم کی تدفین کربلا ملکہ جہاں، عیش باغ لکھنؤ میں عمل میں آئی۔ نماز جنازہ حجۃ الاسلام مولانا رضا حسین صاحب نے پڑھائی جبکہ مجلس سے جناب موجز عباس صاحب نے خطاب فرمایا اور انجمن غریب العزا اور دیگر انجمنوں نے نوحہ خوانی کی۔

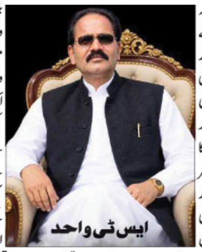
ایس ٹی واحد

مرحوم کی مجلس پنجم 8 اکتوبر 2026 بروز جمعرات امام باڑہ سرکارِ حسینی میں بعد از نماز مغربین منعقد ہوگی۔

ایک مخلص شاعر اور سوز اہلبیتؑ کی آواز جناب ایس ٹی واحد مرحوم کی شخصیت صرف ایک سابق سبھاسد کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک تاریخ داں لکھنوی تہذیب کی جیتی جاگتی تصویر ناظم وشاعرِ اہلِ بیتؑ اور شاعرِ انجمن غریب العزا کی حیثیت سے بھی قابل احترام تھی۔ انہوں نے اپنی شاعری کو محض اظہارِ فن نہیں بنایا بلکہ اسے محبتِ اہل بیتؑ، سوزِ کربلا اور عزاداری کی خدمت کا ذریعہ بنایا۔ ان کے کلام میں عقیدت کی حرارت، مصائبِ کربلا کا درد اور عزادارانہ جذبہ نمایاں نظر آتا ہے۔ ان کی زبان میں ایسی سادگی اور روانی تھی جو براہِ راست سامع کے دل تک پہنچتی تھی۔ یہی ان کی شاعری کی سب سے بڑی خوبی تھی کہ وہ مشکل الفاظ اور پیچیدہ استعارات کے بجائے جذبے، سوز اور مؤثر منظر نگاری کے ذریعہ اپنا پیغام پہنچاتے تھے۔

خصوصاً ان کے معروف نوحے "علی اکبرؑ نوجواں، تجھے روتی ہے ماں" میں حضرت علی اکبرؑ کی شہادت، جناب لیلا کی مامتا اور کربلا کے المناک ماحول کی جو درد انگیز تصویر سامنے آتی ہے وہ سامع کے دل کو متاثر کرتی ہے۔ اس نوحے میں مرحوم نے واقعۂ کربلا کے ایک تاریخی منظر کو انسانی جذبات کی ایسی زبان عطا کی جس میں ماں کی ممتا، جوان بیٹے کی جدائی اور امام حسینؑ کی مظلومیت ایک ساتھ محسوس ہوتی ہے۔ اسی طرح "بدلی میں کہیں ڈوب گئے، چاند ہمارے" جیسے نوحوں میں ان کا تخیل، شعری رمزیت اور کربلائی منظر نگاری نمایاں ہوتی ہے۔ چاند، بدلی، رات اور تاریکی جیسے پیکر ان کے یہاں محض منظر نگاری نہیں رہتے بلکہ غمِ کربلا کے علامتی استعارے بن جاتے ہیں۔ روشنی کا چھپ جانا، گویا اہلِ حرم کی زندگی سے خوشیوں کے چھن جانے کی علامت بن جاتا ہے۔

شعری اسلوب اور فنی محاسن: ایس ٹی واحد مرحوم کی شاعری کا ایک نمایاں وصف سادگی اور سلاست ہے۔ ان کے اشعار میں لفظوں کی نمائش کے بجائے احساس کی صداقت ملتی ہے۔ ان کا کلام سننے والے کو مرثیہ ونوحہ کی لفظوں کی نمائش کے بجائے احساس کی صداقت ملتی ہے۔ ان کا کلام سننے والے کو مرثیہ ونوحہ کی بنیادی روح یعنی سوز، گداز، درد، عقیدت اور وفا سے قریب کرتا ہے۔ ان کی شاعری میں منظر نگاری بھی قابل ذکر ہے۔ وہ کربلا کے واقعات کو محض بیان نہیں کرتے بلکہ انہیں ایک جذباتی منظر کی صورت میں پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کبھی ماں کی آنکھوں سے کربلا دکھائی دیتی ہے، کبھی اہلِ حرم کی بے قراری سے شامِ غریباں کا ماحول سامنے آتا ہے اور کبھی کسی شہید کی وفا وقربانی سامع کے احساسات کو متحرک کرتی ہے۔

ان کے نوحوں میں ترنم، روانی، تکرار، مؤثر، سادہ تشبیہات اور جذباتی پیکر تراشی ایسی خصوصیات ہیں جو عزائی شاعری کے لئے نہایت موزوں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا کلام صرف پڑھا نہیں گیا بلکہ مجالس اور عزائی محافل میں محسوس بھی کیا گیا۔ ان کی شاعری کی اصل قوت اخلاصِ عقیدت ہے۔ وہ کربلا کو محض شعری موضوع نہیں سمجھتے بلکہ اسے محبت، وفا، صبر، قربانی اور حق پرستی کا لازوال پیغام تصور کرتے ہیں۔ یہی احساس ان کے کلام کو محض الفاظ کا مجموعہ بننے سے بچاتا ہے اور اسے عزاداری کے جذبات سے مربوط کرتا ہے۔

انجمن غریب العزا کا ایک قیمتی سرمایہ: انجمن غریب العزا سے مرحوم کی وابستگی ان کی ادبی و عزائی زندگی کا ایک اہم باب تھی۔ وہ انجمن کے لئے صرف ایک شاعر نہیں بلکہ ایک مخلص رفیق اور اہلِ بیتؑ کی محبت میں سرشار خدمت گزار کی حیثیت رکھتے تھے۔ ان کی رحلت سے انجمن غریب العزا نے ایک ایسے شاعر اور سرپرست کو کھو دیا ہے جس کی کمی کو پُر کرنا آسان نہیں۔ اس موقع پر صدر انجمن ڈاکٹر سیّد علی امام زیدی (گوہر لکھنوی) نے اپنے خطاب میں مرحوم کی وفات کو انجمن، اہلِ ادب، عزادارانِ امام حسینؑ اور پوری قوم وملت کے لئے ایک بڑا نقصان قرار دیتے ہوئے ان کے ادبی وعزائی کارناموں کو خراجِ عقیدت پیش کیا اور پسماندگان سے دلی تعزیت کا اظہار کیا۔

بلاشبہ جناب ایس ٹی واحد مرحوم کا جسمانی وجود ہمارے درمیان نہیں رہا لیکن ان کی آواز، ان کے نوحے اور ان کی عقیدت میں ڈوبا ہوا کلام عزاداری کی محافل میں ان کی یاد کو زندہ رکھے گا۔ ہم سب ممبران انجمن غریب العزا مرحوم کے پسماندگان، متعلقین، احباب، اہل ادب اور تمام سوگواران سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں اور بارگاہِ پروردگار میں دُعا کرتے ہیں کہ محمد وآلِ محمد کے صدقے میں مرحوم کو جوارِ آئمہ معصومینؑ میں جگہ عطا فرمائے۔

(سکریٹری) انجمن غریب العزا، لکھنؤ

مولانا قاری اسحاق گورا

جمہوریت میں ووٹ محض ایک پرچی نہیں، عوام کی سیاسی آواز کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ وہ اختیار ہے جس کے ذریعے ایک عام شہری اپنے نمائندے کے انتخاب میں حصہ لیتا ہے اور ریاستی نظم و نسق میں اپنی رائے کی اہمیت ثابت کرتا ہے۔ لیکن مسلمانوں کے حوالے سے ایک بنیادی سوال آج بھی پوری سنجیدگی کے ساتھ ہمارے سامنے کھڑا ہے: کیا ہماری سیاسی حیثیت صرف ووٹ دینے تک محدود ہے، یا ہم فیصلہ سازی کے عمل میں بھی اپنا مؤثر کردار ادا کر رہے ہیں؟

یہ سوال کسی ایک جماعت، کسی ایک انتخاب یا کسی ایک سیاسی رہنما کے بارے میں نہیں؛ بلکہ ہماری مجموعی سیاسی سوچ، اجتماعی ترجیحات اور جمہوری کردار کا سوال ہے۔ ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ انتخابی موسم میں ہماری سیاسی اہمیت اچانک کیوں بڑھ جاتی ہے اور انتخابات گزرنے کے بعد ہمارے بہت سے بنیادی مسائل پھر پس منظر میں کیوں چلے جاتے ہیں۔

مسلمانوں میں یہ شعور پیدا ہونا ضروری ہے کہ ووٹ ایک جمہوری امانت ہے۔ اسے جذبات، افواہوں، وقتی نعروں یا شخصی وابستگیوں کی بنیاد پر استعمال کرنے کے بجائے اپنے اجتماعی اور ملکی مفاد کو سامنے رکھ کر استعمال کیا جانا چاہیے۔ لیکن صرف یہ سوچ لینا کافی نہیں کہ ہمارے پاس ووٹ ہیں، اس لیے ہماری سیاسی طاقت بھی موجود ہے۔ ووٹ اسی وقت مؤثر سیاسی طاقت بنتا ہے جب اس کے ساتھ سیاسی شعور، تنظیم، مستقل رابطہ، اجتماعی ترجیحات اور جواب دہی کا نظام بھی موجود ہو۔ اگر انتخابات سے چند ہفتے قبل ہم سیاسی طور پر بیدار ہوں، امیدواروں کے جلسوں میں جائیں، وعدے سنیں اور ووٹ ڈال کر اپنے گھروں کو واپس آجائیں، تو یہ جمہوری عمل کا صرف ایک حصہ ہے۔ اصل سیاسی شعور تو اس کے بعد شروع ہوتا ہے: نمائندہ کیا کر رہا ہے؟ ہمارے علاقے کے مسائل اسمبلی یا پارلیمنٹ میں کس انداز سے اٹھ رہے ہیں؟ تعلیم، روزگار، صحت، بنیادی سہولتوں اور شہری حقوق کے سلسلے میں کیا پیش رفت ہوئی؟ اور اگر وعدے پورے نہیں ہوئے تو سوال کون پوچھے گا؟

کسی بھی جمہوری نظام میں نمائندگی کا مطلب صرف یہ نہیں کہ ایک شخص انتخابات جیت کر ایوان میں پہنچ جائے۔ حقیقی نمائندگی کا تعلق اس بات سے ہے کہ عوام کے مسائل، ترجیحات اور ضروریات فیصلہ سازی کے عمل میں کس حد تک جگہ حاصل کرتی ہیں۔ یہاں مسلمانوں کو بھی اپنے اندر جھانکنے کی ضرورت ہے۔ کیا ہم نے اپنے سیاسی مطالبات کو واضح شکل دی ہے؟ کیا ہمارے پاس تعلیم، روزگار، کاروبار، شہری سہولتوں، نوجوانوں، خواتین، اقلیتوں کے حقوق اور سماجی ترقی سے متعلق سنجیدہ پالیسی تجاویز موجود ہیں؟ کیا ہم اپنے منتخب نمائندوں کے سامنے منظم انداز میں یہ سوال رکھتے ہیں کہ پانچ سال میں کیا حاصل کیا گیا؟

اگر مطالبات واضح نہ ہوں، ترجیحات مرتب نہ ہوں اور احتساب کا کوئی مستقل طریقہ نہ ہو تو سیاست محض انتخابی نعروں تک محدود ہوسکتی ہے۔ ہمیں سیاسی سرگرمی کو صرف الیکشن کے دن تک محدود کرنے کی عادت سے باہر نکلنا ہوگا۔ جمہوریت کا حسن یہی ہے کہ شہری اپنے نمائندوں سے سوال کرسکتے ہیں، عوامی مسائل پر گفتگو کرسکتے ہیں اور پالیسی سازی کے عمل میں اپنی آواز شامل کرسکتے ہیں۔ مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے علاقوں میں ایسے شہری اور سماجی پلیٹ فارم تشکیل دیں جہاں مقامی مسائل پر سنجیدہ گفتگو ہو۔ سڑک، پانی، صفائی، اسکول، اسپتال، روزگار، کاروباری مواقع اور نوجوانوں کی تعلیم جیسے مسائل بھی سیاسی مسائل ہیں۔ سیاست صرف پارلیمنٹ میں تقریر کرنے کا نام نہیں؛ اپنے محلے کے مسئلے کو منظم انداز میں متعلقہ ادارے تک پہنچانا بھی سیاسی شعور کا حصہ ہے۔

ہماری سیاسی گفتگو میں اکثر شکایت کا پہلو غالب رہتا ہے۔ یہ شکایت اپنی جگہ اہم ہوسکتی ہے، لیکن کسی بھی قوم کے لیے مستقل طور پر صرف شکایت کرتے رہنا کافی نہیں۔ اگر کسی مسئلے پر اعتراض ہے تو اس کے ساتھ حل کی تجویز بھی ہونی چاہیے۔ اگر تعلیم کمزور ہے تو بہتر تعلیمی اداروں، اسکالرشپ، کیریئر کونسلنگ اور پیشہ ورانہ تربیت کے لیے تجاویز سامنے آنی چاہئیں۔ اگر نوجوان بے روزگاری کا شکار ہیں تو ہنر، کاروبار اور روزگار کے مواقع کے لیے مقامی سطح پر منصوبہ بندی ہونی چاہیے۔ سیاست میں موثر آواز وہی ہوتی ہے جو صرف یہ نہ کہے کہ "ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟" بلکہ یہ بھی بتائے کہ "اس مسئلے کا حل کیا ہے اور اسے نافذ کیسے کیا جاسکتا ہے؟"

کسی بھی جمہوری معاشرے میں عوام کا حق ہے کہ وہ اپنے نمائندوں سے سوال کریں۔ یہ سوال کسی دشمنی یا مخالفت کی علامت نہیں بلکہ جمہوری ذمہ داری ہے۔ ہمیں اپنے نمائندوں سے پوچھنا چاہیے کہ انہوں نے اپنے حلقے کے لیے کیا کیا؟ ان کی ترجیحات کیا ہیں؟ تعلیم اور روزگار کے حوالے سے ان کی کیا پالیسی ہے؟ نوجوانوں کے لیے ان کا منصوبہ کیا ہے؟ اور جو وعدے کیے گئے تھے، ان پر عمل درآمد کی صورت حال کیا ہے؟ یہ سوال صرف مسلمانوں کے نمائندوں سے نہیں بلکہ ہر اس منتخب نمائندے سے ہونا چاہیے جو عوام کے ووٹ سے ایوان میں پہنچا ہے۔ یہاں ایک اہم بات سمجھنے کی ضرورت ہے: جمہوریت میں ووٹ دینا اختتام نہیں، احتساب کی ابتدا ہے۔

آج کی نوجوان نسل سیاسی گفتگو سے دور نہیں؛ بلکہ سوشل میڈیا نے اسے سیاسی موضوعات کے بے شمار دروازے فراہم کر دیے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ معلومات اور سیاسی شعور ایک چیز نہیں۔ ایک ویڈیو دیکھ لینا، ایک پوسٹ شیئر کر دینا یا کسی سیاسی نعرے کو آگے بڑھا دینا سیاسی شعور کی مکمل علامت نہیں۔ نوجوانوں کو آئین، جمہوری اداروں، قانون سازی، مقامی حکومت، پارلیمانی نظام اور شہری حقوق کی بنیادی سمجھ بھی ہونی چاہیے۔ ہمیں ایسی نسل تیار کرنے کی ضرورت ہے جو صرف سیاسی تبصرہ نہ کرے بلکہ مسائل کو سمجھے، اعداد وشمار دیکھے، مختلف آرا سنے، دلیل سے گفتگو کرے اور اختلاف کے باوجود جمہوری آداب کو برقرار رکھے۔ مسلمانوں کے سیاسی مستقبل کا ایک اہم سوال یہ بھی ہے کہ کیا ہماری نئی نسل سیاست کو صرف تقریروں اور نعروں کا میدان سمجھتی ہے، یا اسے پالیسی سازی اور عوامی خدمت کا شعبہ بھی سمجھتی ہے؟ ضرورت اس بات کی ہے کہ قانون، معیشت، انتظامیہ، تعلیم، ٹیکنالوجی، صحافت اور سماجی علوم سے وابستہ نوجوان سیاسی اور عوامی معاملات کو سمجھیں۔ جو لوگ انتخابات میں حصہ نہ بھی لیں، وہ بھی تحقیق، پالیسی، سماجی خدمت اور شہری شعور کے ذریعے جمہوری عمل میں کردار ادا کر سکتے ہیں۔ سیاسی طاقت صرف ایوان میں بیٹھنے سے نہیں بنتی؛ علم رکھنے والے لوگ، مضبوط ادارے، باخبر شہری اور منظم سماجی کوششیں بھی سیاسی اثر پیدا کرتی ہیں۔

مسلمان خواتین بھی معاشرے کا ایک اہم حصہ ہیں۔ ان کی تعلیم، روزگار، تحفظ، صحت، قانونی معلومات اور شہری حقوق سے متعلق مسائل بھی عوامی پالیسی کا حصہ ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ خواتین کو بھی اپنے بنیادی شہری اور قانونی حقوق سے آگاہ کیا جائے اور انہیں سماجی وجمہوری معاملات کو سمجھنے کے مواقع فراہم کیے جائیں۔ ایک باشعور خاندان ہی باشعور معاشرہ تشکیل دیتا ہے، اور باشعور معاشرہ ہی اپنے نمائندوں سے بہتر سوال کرسکتا ہے۔ مسلمانوں کے درمیان سیاسی رائے کا مختلف ہونا کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ جمہوریت میں اختلاف رائے فطری ہے۔ اصل مسئلہ اختلاف نہیں، بلکہ اختلاف کے آداب ہیں۔ ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے سیاسی طور پر مختلف رائے رکھ سکتا ہے، لیکن اس اختلاف کو باہمی نفرت، الزام تراشی اور معاشرتی تقسیم کا ذریعہ نہیں بننا چاہیے۔ اسی طرح سیاسی اتحاد کا مطلب یہ بھی نہیں کہ ہر مسئلے پر سب کی رائے ایک ہو۔ بعض بنیادی عوامی مسائل پر مشترکہ گفتگو اور مشترکہ مطالبات کا راستہ نکالا جاسکتا ہے، جبکہ دیگر معاملات میں ہر شخص اپنی سیاسی رائے رکھ سکتا ہے۔

سب سے اہم سوال یہی ہے کہ ووٹ کو مؤثر سیاسی آواز میں کیسے تبدیل کیا جائے؟ اس کے لیے چند بنیادی اصول اختیار کیے جاسکتے ہیں: اپنے علاقے کے مسائل کی فہرست تیار کی جائے، امیدواروں کے سامنے واضح سوالات رکھے جائیں، انتخابی وعدوں کا ریکارڈ رکھا جائے، منتخب نمائندوں کی کارکردگی پر نظر رکھی جائے، عوامی مسائل کے لیے قانونی اور جمہوری ذرائع استعمال کیے جائیں اور نوجوانوں کو سیاسی وآئینی شعور دیا جائے۔ یہ کام کسی ایک جماعت یا تنظیم کے بس کی بات نہیں۔ اس کے لیے معاشرے کے مختلف طبقات بشمول تعلیمی ماہرین، وکلا، صحافی، سماجی کارکن، تاجر، نوجوان اور عام شہری بھی اپنے اپنے دائرے میں کردار ادا کر سکتے ہیں۔ ہمیں یہ سوال خود سے پوچھنا ہوگا کہ ہم سیاست میں صرف ووٹر ہیں یا باشعور شہری بھی؟

اگر ہماری سیاسی اہمیت صرف انتخابات کے دن ووٹ ڈالنے تک ہے تو ہمیں اپنے سیاسی کردار کا دائرہ وسیع کرنا ہوگا۔ اور اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری آواز فیصلہ سازی تک پہنچے تو ہمیں جذبات کے ساتھ حکمت، نعروں کے ساتھ منصوبہ بندی، ووٹ کے ساتھ احتساب اور اختلاف کے ساتھ جمہوری آداب بھی اختیار کرنا ہوں گے۔ مسلمانوں کے سیاسی مستقبل کا انحصار صرف اس بات پر نہیں کہ کتنے لوگ ووٹ دیتے ہیں؛ اصل سوال یہ ہے کہ کتنے لوگ سیاسی طور پر باشعور ہیں، کتنے اپنے نمائندوں سے سوال کرتے ہیں، کتنے مسائل کے حل کے لیے منظم کوشش کرتے ہیں اور کتنے لوگ آنے والی نسل کو محض سیاسی نعرے نہیں بلکہ سیاسی شعور بھی منتقل کرتے ہیں۔ ووٹ یقیناً ایک طاقت ہے، مگر طاقت اسی وقت نتیجہ خیز بنتی ہے جب اس کے پیچھے شعور، تنظیم، حکمت اور مسلسل جدوجہد موجود ہو۔ اس لیے وقت کا تقاضا یہ نہیں کہ مسلمان صرف یہ پوچھیں کہ "ہماری نمائندگی کتنی ہے؟" بلکہ یہ بھی پوچھیں کہ "ہماری آواز فیصلہ سازی میں کتنی مؤثر ہے؟" یہی سوال ہماری سیاسی بیداری کی ابتدا بھی ہو سکتا ہے اور مستقبل کی سمت متعین کرنے کا ذریعہ بھی۔

Ishaqgora@gmail.com
Mobile: 9897399207

ایس آئی آر کے خلاف مہا گٹھ بندھن کا پٹنہ میں راج بھون مارچ

ضلع ہیڈکوارٹروں پر بھی احتجاج، الیکشن کمیشن سے مطالبات

الیکشن کمیشن اور ووٹر لسٹ کی خصوصی گہری نظر ثانی (ایس آئی آر) کے خلاف مہا گٹھ بندھن کی جانب سے آج پٹنہ میں راج بھون مارچ کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس احتجاجی مظاہرے میں راشٹریہ جنتا دل (آر جے ڈی)، کانگریس، وی آئی پی، آئی آئی پی اور بائیں بازو کی جماعتوں کے لیڈران اور کارکنان شامل ہوں گے۔ یہ مارچ صبح 11 بجے سپت مورتی کے قریب سے شروع ہوگا، اور گورنر کو میمورنڈم پیش کیا جائے گا، جس میں ایس آئی آر، ووٹر لسٹ اور الیکشن کمیشن کے کام کاج کے طریقۂ کار سے متعلق اپنے مطالبات پیش کیے جائیں گے۔ یہ مارچ تقریباً 2 کلومیٹر تک جاری رہے گا۔ وہیں آج بہار کے تمام ضلعی ہیڈکوارٹروں پر بھی مہا گٹھ بندھن کی جانب سے احتجاجی مظاہرے کیے جائیں گے۔ مہا گٹھ بندھن کے لیڈران اور کارکنان الیکشن کمیشن کے کام کاج کے طریقۂ کار کے خلاف اپنے اعتراضات درج کرائیں گے۔ اس سے قبل بدھ کے روز ریاست بھر کے 534 بلاک ہیڈکوارٹروں پر احتجاجی مارچ نکالا گیا تھا۔ مہا گٹھ بندھن کے پروگرام کے مطابق یہ احتجاج 2 دنوں تک جاری رہے گا۔ پہلے دن بلاک سطح پر احتجاجی مارچ نکالا گیا۔ آج دوسرے دن ضلعی ہیڈکوارٹروں پر دھرنا اور احتجاج کیا جائے گا، جبکہ پٹنہ میں راج بھون مارچ نکالا جائے گا۔ مہا گٹھ بندھن ایس آئی آر اور الیکشن کمیشن سے متعلق مسائل کو لے کر اپنی آواز اٹھائے گا۔ ایس آئی آر اور چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار کے مبینہ یک طرفہ فیصلوں اور کارروائی کے خلاف ملک بھر میں اپوزیشن کا احتجاج جاری ہے۔ دہلی میں بدھ کے روز انڈیا اتحاد کے ارکان پارلیمنٹ نے جنتر منتر کے لیے مارچ کیا تھا، لیکن پولیس نے انہیں پہلے ہی روک دیا۔ اس کے بعد پولیس نے کافی جدوجہد کے بعد راہل گاندھی، پرینکا گاندھی سمیت کئی ارکان پارلیمنٹ کو حراست میں لے لیا تھا۔ اپوزیشن نے واضح کر دیا ہے کہ جب تک چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار استعفیٰ نہیں دیتے، تب تک احتجاج جاری رہے گا۔ گزشتہ دنوں انڈیا اتحاد کی میٹنگ میں اس معاملے پر مکمل حکمت عملی تیار کی گئی تھی، اس کے بعد سے انڈیا اتحاد کے لیڈران سڑکوں پر اترے ہوئے ہیں۔ دہلی میں کانگریس لیڈر راہل گاندھی کے ساتھ تمام جماعتوں کے لیڈران احتجاج میں شامل ہیں۔

پٹنہ میں انڈیا بلاک کا راج بھون مارچ، کئی رہنما گرفتار

تیجسوی یادو سمیت اپوزیشن رہنماؤں کو پولیس نے حراست میں لیا

پٹنہ۔ بہار کی راجدھانی پٹنہ میں جمعرات (8 اکتوبر) کو اپوزیشن جماعتوں کے اتحاد 'انڈیا بلاک' نے چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار کے خلاف احتجاجی مارچ نکالا۔ ہندی نیوز پورٹل 'آج تک' پر شائع خبر کے مطابق بہار اسمبلی میں حزب اختلاف کے قائد تیجسوی یادو کی قیادت میں لیڈران راج بھون کی جانب بڑھ رہے تھے، اسی دوران پولیس نے تیجسوی یادو، وی آئی پی سربراہ مکیش سہنی اور آر جے ڈی کی رکن پارلیمنٹ میسا بھارتی سمیت کئی رہنماؤں کو حراست میں لے لیا۔ اپوزیشن کا مطالبہ ہے کہ گیانیش کمار کو عہدے سے ہٹایا جائے، ووٹر لسٹ کی خصوصی گہری نظر ثانی یعنی ایس آئی آر پر اٹھائے گئے سوالات کا جواب دیا جائے اور بہار میں دوبارہ انتخاب کرایا جائے۔ تیجسوی یادو کو حراست میں لیے جانے کے بعد سیاسی سرگرمیاں مزید تیز ہوگئی ہیں۔ مارچ سے قبل تیجسوی یادو اسمبلی گولمبر پہنچے تھے۔ وہاں انہوں نے کہا کہ اپوزیشن آج راج بھون تک مارچ کر رہی ہے۔ انہوں نے الزام عائد کیا کہ گیانیش کمار، وزیر اعظم نریندر مودی اور مرکزی وزیر داخلہ امت شاہ نے ووٹ چوری کے ذریعے ملک کے جمہوریت کو نقصان پہنچایا ہے۔ تیجسوی کا کہنا تھا کہ انتخابات میں مبینہ دھاندلی کر کے گیانیش کمار نے بی جے پی کے اقتدار میں آنے کی راہ ہموار کی۔ تیجسوی یادو نے یہ بھی کہا تھا کہ جب ان معاملات کی حقیقت سامنے آئی تو اپوزیشن پارٹیاں جمہوریت کو بچانے کے لیے متحد ہوگئیں۔ انہوں نے منصفانہ انتخابات کا مطالبہ کیا اور کہا کہ تمام سیاسی پارٹیوں کو یکساں مواقع ملنے چاہئیں، جسے 'لیول پلیئنگ فیلڈ' کہا جاتا ہے۔ اس سے قبل بدھ (7 اکتوبر) کو بھی بہار میں انڈیا بلاک نے 'گیانیش ہٹاؤ، جمہوریت بچاؤ' مہم کے تحت احتجاجی مارچ اور مظاہرہ کیا تھا۔ ریاست کے تمام 534 بلاکس میں احتجاج اور پتلے نذر آتش کرنے کا پروگرام رکھا گیا تھا۔ اس کے بعد جمعرات کو ضلعی ہیڈکوارٹروں پر احتجاج اور پٹنہ میں تیجسوی یادو کی قیادت میں راج بھون مارچ کا اعلان کیا گیا تھا۔ اپوزیشن کی یہ تحریک 2 مطالبات پر مرکوز ہے۔ پہلا چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار کو عہدے سے ہٹانا۔ دوسرا بہار میں ووٹر لسٹ کی خصوصی گہری نظر ثانی یعنی ایس آئی آر کو لے کر اٹھ رہے سوالات۔ اپوزیشن پارٹیاں الیکشن کمیشن کے طریقۂ کار پر سوال اٹھا رہی ہیں اور بہار میں دوبارہ انتخابات کرانے کا مطالبہ بھی کر رہی ہیں۔

ایس آئی آر کے خلاف بنگلورو میں احتجاج، استعفے کا مطالبہ

ابھیجیت دیپکے، دھرو راٹھی اور پرکاش راج کی قیادت

بنگلورو: سی جے پی کے بانی ابھیجیت دیپکے، یوٹیوبر دھرو راٹھی اور اداکار و سماجی کارکن پرکاش راج نے جمعرات کو چیف الیکشن کمشنر (سی ای سی) گیانیش کمار کے خلاف احتجاج کی قیادت کی۔ انہوں نے ووٹر لسٹ کی اسپیشل سمری ریویژن (ایس آئی آر) میں مبینہ بے ضابطگیوں پر گیانیش کمار کے فوری استعفے کا مطالبہ کیا۔ دیپکے نے اپنے خطاب کا آغاز مظاہرین سے "نریندر مودی ووٹ چور ہیں" کا نعرہ لگوا کر کیا۔ وہیں، یوٹیوبر دھرو راٹھی نے الزام لگایا کہ ایس آئی آر عمل کے حوالے سے الیکشن کمیشن کی جانب سے "شفافیت یا احتساب کا کوئی نام و نشان نہیں" تھا۔ احتجاج سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا، "میں یہاں حکومت بدلنے نہیں آیا ہوں۔" احتجاج میں شریک اداکار و سماجی کارکن پرکاش راج نے ایس آئی آر عمل کو منسوخ کرنے کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے الزام لگایا کہ یہ محض ووٹ خارج کرنے کا معاملہ نہیں بلکہ شہریوں کے وقار اور حقوق پر حملہ ہے۔ انہوں نے مزید الزام لگایا کہ چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار وزیر اعظم نریندر مودی اور وزیر داخلہ امت شاہ کے اشارے پر کام کر رہے ہیں۔ "فریڈم پارک" میں خواتین اور طلبہ سمیت زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی۔ ماحول جوش و خروش سے بھرپور تھا، لوگ مسلسل نعرے لگا رہے تھے اور ایس آئی آر عمل کی منسوخی اور گیانیش کمار کے استعفے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ منتظمین کے مطابق، کرناٹک بھر میں ایس آئی آر عمل سے متاثرہ افراد کے لیے منعقدہ اس عوامی عدالت (جن عدالت) کے بعد خواتین کی حمایت میں "چپل احتجاج" کیا جائے گا۔ مظاہرین ایسے پلے کارڈز اٹھائے ہوئے تھے جن پر "ایرر 404-نام نہیں ملا" (Name-Error 404 Not Found)، "بس ہو گیا بھائی، استعفیٰ دیں سر" (It's done bro,resign sir) اور "ہمیں خارج نہ کریں، ہماری بات سنیں" (Don't erase us,hear us) جیسے نعرے درج تھے۔ کچھ مظاہرین نے "آمریت برداشت نہیں کی جائے گی" (Dictatorship will not be tolerated)، "ووٹ چوری" اور "گیانیش کمار، مستعفی ہوں" جیسے نعرے بھی لگائے۔ وہاں مجاہدین آزادی بھگت سنگھ اور سبھاش چندر بوس کی تصاویر والے پوسٹرز اور "جمہوریت کی چوری" کے نعروں پر مبنی پلے کارڈز دکھائی دے رہے تھے۔

جنتر منتر پر مظاہرے کے لیے 10 دن پہلے درخواست کی شرط بے تکی: کانگریس

نئی دہلی، 08 اکتوبر (یو این آئی) کانگریس نے جنتر منتر پر مظاہرے کے لیے 10 دن پہلے درخواست دینے کی شرط پر اعتراض ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے کہ کسی واقعے پر فوری احتجاج کے لیے لوگوں کو اتنے دن انتظار کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ کانگریس کے اتر پردیش انچارج راجندر پال گوتم نے بدھ کے روز یہاں پارٹی ہیڈکوارٹر میں ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ یہ خبر حیران کن ہے کہ جنتر منتر پر کسی بھی مظاہرے کے لیے کم از کم 10 دن پہلے درخواست دینی ہوگی۔ انہوں نے دہلی پولیس کے اس فرمان پر اعتراض ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ اگر آج کسی کے ساتھ ظلم ہو جائے، کسی کا بے رحمی سے قتل ہو جائے یا جمہوریت پر حملہ کر دیا جائے تو کیا لوگوں کو اس کے احتجاج کے لیے 10 دن انتظار کرنا ہوگا؟ انہوں نے کہا کہ انہیں نہیں لگتا کہ سپریم کورٹ یا کسی حکومت نے ایسا کوئی قانون بنایا ہے یا بنا سکتی ہے کہ ایک آزاد ملک میں لوگ اپنے بنیادی حقوق کا استعمال کرنے کے لیے اتنے دن انتظار کریں۔ کانگریسی رہنما نے کہا کہ آئین شہریوں کو اظہار رائے کی آزادی دیتا ہے اور دھرنا-مظاہرے کے ذریعے حکومت پر دباؤ بنانے کا حق بھی دیتا ہے۔

عام آدمی پارٹی، بی ایس پی کے کئی رہنما کانگریس میں شامل

نیلم یادو، پرمانند گرگ اور درگا پرساد نے رکنیت حاصل کی

نئی دہلی، 08 اکتوبر (یو این آئی) عام آدمی پارٹی کی قومی ایگزیکیٹو کمیٹی کی رکن اور ریاستی خواتین ونگ کی سابق صدر نیلم یادو، بہوجن سماج پارٹی کے سینئر رہنما پرمانند گرگ اور مرکزی حکومت میں اہلکار رہے درگا پرساد سمیت کئی اہم شخصیات نے بدھ کے روز کانگریس میں شمولیت اختیار کی۔ کانگریس کے اتر پردیش انچارج راجندر پال کی موجودگی میں ان رہنماؤں نے یہاں پارٹی ہیڈکوارٹر میں ایک پریس کانفرنس کے دوران پارٹی کا دامن تھاما۔ مسٹر پال نے تمام لوگوں کا کانگریس میں خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ بی جے پی کی بدعنوانی اور بدانتظامی سے تنگ آ کر نیز مسٹر راہل گاندھی اور کانگریس کی پالیسیوں سے متاثر ہو کر آئے دن اہم رہنما کانگریس میں شامل ہو رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آج کانگریس ہی ایسی پارٹی ہے جو مسٹر گاندھی کی قیادت میں انڈیا اتحاد کو ساتھ لے کر ملک کے آئین اور جمہوریت کو بچانے کی جنگ لڑ رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک سے محبت کرنے والے اور آئین نیز جمہوریت کے ساتھ چلنے والے لوگ اس لڑائی میں شامل ہونے کے لیے کانگریس سے جڑ رہے ہیں۔ محترمہ یادو نے کہا کہ آج ملک کو مسٹر گاندھی اور کانگریس کی ضرورت ہے نیز جمہوریت اور آئین کو بچانے کے لیے وہ کانگریس میں شامل ہو رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے عام آدمی پارٹی کو 12 سال دیے اور زمینی سطح پر کام کیا لیکن پارٹی کی اعلیٰ قیادت اتر پردیش کے مسائل اور کارکنوں سے جڑنے کی کوشش نہیں کرتی جس کی وجہ سے کارکن خود کو ٹھگا ہوا محسوس کر رہے ہیں۔ بی ایس پی کے غازی آباد صدر رہے مسٹر گرگ نے کہا کہ وہ پہلے کانگریس میں تھے اور ان کے خاندان نے اپنی سیاسی سفر کا آغاز کانگریس سے ہی کیا تھا۔ بعد میں وہ سماج وادی پارٹی اور بہوجن سماج پارٹی میں رہے لیکن ان کا دل مسلسل کانگریس میں رہا۔ انہوں نے کہا کہ راہل گاندھی کو وزیر اعظم بنانا ان کا خواب ہے اور تمام لوگوں کو ان کی جدوجہد میں ساتھ دینا چاہیے۔ حکومتِ ہند میں اہلکار رہے درگا پرساد بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ کانگریس میں شامل ہوئے۔

نانا پاٹیکر کا سینما میں دیا گیا تعاون ہمیشہ یاد رکھا جائے گا: برلا

نئی دہلی، 08 اکتوبر (یو این آئی) لوک سبھا کے اسپیکر اوم برلا نے مشہور اداکار نانا پاٹیکر کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ان کی موثر اداکاری اور سینما میں دیا گیا تعاون ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ مسٹر برلا نے جمعرات کے روز کہا، "معروف اداکار نانا پاٹیکر جی کے انتقال کی خبر انتہائی تکلیف دہ ہے۔ اداکاری ان کے لیے صرف کردار نبھانا نہیں، بلکہ اسے پوری شدت سے جینا تھا۔ ان کی دمدار آواز، ڈائیلاگ ڈیلیوری اور چہرے کے تاثرات ہر کردار میں جان ڈال دیتے تھے۔" انہوں نے کہا، "سنجیدہ اور حساس کرداروں سے لے کر مزاح سے بھرپور کرداروں تک، انہوں نے ہر کردار کو اپنی خاص شناخت دی۔ اسکرین پر ان کا اثر ایسا تھا کہ وہ صرف کردار نہیں نبھاتے تھے، بلکہ اسے ناظرین کی یادوں کا حصہ بنا دیتے تھے۔ ان کی موثر اداکاری اور سینما میں دیا گیا تعاون ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔" لوک سبھا اسپیکر نے کہا، "ان کا انتقال سنیما کی دنیا کے لیے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔"

چھ سی بی آئی افسران کے خلاف کارروائی کا حکم، ہائی کورٹ سخت

عدالت کے سامنے مبینہ جھوٹے بیان پر مجرمانہ شکایت کی ہدایت

نئی دہلی۔ دہلی ہائی کورٹ نے 6 سی بی آئی افسران کے خلاف مجرمانہ کارروائی شروع کرنے کی ہدایت دی ہے۔ ان افسران پر الزام ہے کہ انہوں نے آمدنی سے زیادہ اثاثوں کے معاملے میں ایک آئی آر ایس افسر کی برطرفی کو چیلنج کرنے کے مجوزہ معاملے میں انتظامی وزارت کے ساتھ خط و کتابت کے حوالے سے عدالت کے سامنے قصداً جھوٹا بیان دیا تھا۔ جسٹس مدھو جین کی یک رکنی بنچ نے انڈین ریونیو سروس (آئی آر ایس) افسر اشوک کمار اگروال کی جانب سے دائر مجرمانہ اپیل پر سماعت کرتے ہوئے یہ ہدایت جاری کی۔ اگروال نے راؤز ایونیو کورٹ کے خصوصی جج (پی سی ایکٹ) کے اس حکم کو چیلنج کیا تھا، جس میں متعلقہ سی بی آئی افسران کے خلاف سی آر پی سی کی دفعہ 340 کے تحت کارروائی شروع کرنے سے انکار کر دیا گیا تھا۔ ہائی کورٹ نے خصوصی جج کو سشیل دیوان، ونیت ونایک، امیت کمار، رمن تیاگی، پریم کمار گوتم اور محمد آزاد کے خلاف آئی پی سی کی دفعہ 191، دفعہ 193 اور دفعہ 209 کے تحت قابل سزا جرائم کے مبینہ ارتکاب پر تحریری شکایت درج کرنے کی ہدایت دی۔ ہدایت دی گئی ہے کہ فیصلہ موصول ہونے کے 4 ہفتوں کے اندر شکایت متعلقہ دائرۂ اختیار رکھنے والے مجسٹریٹ کو بھیج دی جائے۔ یہ معاملہ انسداد بدعنوانی قانون کے تحت آمدنی سے زیادہ اثاثوں کے معاملے میں سی بی آئی کی جانب سے اگروال کے خلاف چلائے گئے مقدمے سے متعلق ہے۔ یہ استغاثہ 26 نومبر 2002 کو جاری کیے گئے منظوری کے حکم پر مبنی تھا۔ جنوری 2016 میں دہلی ہائی کورٹ نے منظوری کو غیر قانونی قرار دے دیا تھا، جس کے بعد خصوصی جج نے مارچ 2016 میں اگروال کو بری کر دیا۔ اس کے بعد سی بی آئی نے اس فیصلے کو سپریم کورٹ میں چیلنج کرنے پر غور کیا۔ 8 جون 2016 کو وزارت قانون و انصاف کی جانب سے دی گئی قانونی رائے میں کہا گیا تھا کہ اس معاملے کو ہائی کورٹ میں لے جانے کی کوئی مناسب بنیاد نہیں ہے۔ یہ رائے محکمہ برائے عملہ و تربیت (ڈی او پی ٹی) کے ذریعے یکم جولائی 2016 کو سی بی آئی کو مطلع کی گئی تھی۔ اس کے بعد اگروال نے تحقیقات کے دوران ضبط کیے گئے دستاویزات جاری کرنے کا مطالبہ کیا۔ سی بی آئی نے 2 اگست 2016 کو دائر اپنے جواب میں کچھ دستاویزات جاری کرنے کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ اس معاملے میں مزید قانونی کارروائی کے سلسلے میں انتظامی وزارت کے ساتھ خط و کتابت جاری ہے۔ اس کے بعد خصوصی جج نے سی بی آئی کو ایک واضح جواب داخل کرنے کی ہدایت دی، جس میں یہ بتایا جائے کہ کیا کوئی اپیل یا نظر ثانی کی درخواست دائر کی گئی ہے یا زیر التوا ہے۔ اس کے بعد اگروال نے 8 اگست 2016 کو سی آر پی سی کی دفعہ 340 کے تحت ایک درخواست دائر کی، جس میں الزام لگایا گیا کہ یہ بیان حقائق کے اعتبار سے غلط تھا، کیونکہ اس وقت انتظامی وزارت کے ساتھ کوئی حقیقی خط و کتابت نہیں ہوئی تھی اور سی بی آئی کو پہلے ہی وزارت قانون و انصاف کی جانب سے اس معاملے کو اعلیٰ عدالت کے سامنے آگے نہ بڑھانے کی رائے مل چکی تھی۔ ہائی کورٹ نے پایا کہ سی بی آئی نے 8 اگست کو ہی ڈی او پی ٹی کو اس معاملے پر دوبارہ غور کرنے اور مزید قانونی رائے طلب کرنے کی تجویز بھیجی تھی۔ 9 اگست کو دائر کیے گئے ایک اضافی جواب میں سی بی آئی نے کہا کہ اس نے اصولی طور پر جنوری 2016 کے فیصلے کو چیلنج کرنے کا فیصلہ کیا تھا اور یہ تجویز 8 اگست کو محکمہ کو بھیج دی گئی تھی۔

مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندویؒ کی وفات علمی دنیا کے لیے بڑا نقصان: جمعیۃ علماء ہند

مولانا کی رحلت ملک وملت کا ناقابل تلافی خسارہ: فیروز احمد ایڈوکیٹ ☆ اسلامی علوم وادب کی دنیا میں گہرا خلا پیدا ہوا ہے: ایم۔ کے۔ فیضی

نئی دہلی، 8 اکتوبر (یو این آئی) جمعیۃ علماء ہند کے صدر مولانا محمود اسعد مدنی اور ناظم عمومی مولانا حکیم الدین قاسمی نے دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ کے مہتمم مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندویؒ کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ممدوح کی وفات ہندستان کے علمی و دینی حلقوں خصوصاً دارالعلوم ندوۃ العلماء اور عربی زبان وادب کی دنیا کے لیے ایک بڑا نقصان ہے۔ جاری بیان کے مطابق ※※※ حضرت مولانا گزشتہ ۱۷ برس سے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے استاذ رہے، ان کی حیاتِ مستعار کا ہر لمحہ درس و تدریس کی آبیاری، عربی زبان و ادب کی پاسبانی، تصنیف و تالیف کی گل کاری اور صحافت کے ذریعے حق گوئی میں صرف ہوا۔ ان کا وجود دین متین کی خدمت کا ایک استعارہ تھا۔ آپ متعدد دینی، علمی و انتظامی مجالس کے رکن اور ذمہ دار رہے جن میں مرکزی مجلسِ منتظمہ جمعیۃ علماء ہند کی رکنیت بحیثیت مشاہیر بھی شامل ہے۔ ※※※ اس پُرملال موقع پر صدر جمعیۃ علماء ہند نے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ناظم حضرت مولانا سید بلال حسنی ندوی، اساتذہ کرام، طلبہ عزیز اور مولانا مرحوم کے سوگوار اہلِ خانہ سے دلی تعزیت اور گہری ہمدردی کا اظہار کیا ہے اور دست بہ دعا ہیں کہ ربِ کریم مرحوم کی تمام دینی و علمی مساعی کو اپنی شایانِ شان قبولیت عطا فرمائے، ان کی لغزشوں سے درگزر فرمائے، انہیں جنت الفردوس کے اعلیٰ مراتب پر فائز کرے اور تمام پسماندگان کو اس عظیم صدمے پر صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

☆ مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندوی کا انتقال ملک وملت کا ایک ناقابل تلافی نقصان ہے، ان کی رحلت پر ملت اسلامیہ ہند سوگوار ہے، ہم دعا گو ہیں کہ رب کریم مرحوم کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، یہ الفاظ دار العلوم ندو※ العلماء کے مہتمم، ممتاز عالم دین، عربی زبان وادب کے نامور ادیب و محقق اور مجلہ البعث الاسلامی※ کے سابق مدیر مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی کی رحلت پر آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت کی تعزیت کے ہیں، مشاورت کے صدر فیروز احمد ایڈوکیٹ نے اپنے تعزیتی پیغام میں کہا ہے کہ مرحوم نے طویل عمر پائی اور اپنی حیات بابرکات کا بیشتر حصہ دین اور علم کو دیا، وہ دار العلوم ندو※ العلماء جیسی عظیم دینی درسگاہ کے مہتمم کے منصب پر بیس سال سے زائد عرصے تک فائز رہے۔ انہوں نے تدریس، تصنیف، تحقیق اور صحافت کے میدان میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ وہ ہندوستان اور دنیائے عرب کے درمیان علمی و ادبی تعلقات کی ایک مضبوط کڑی تھے، ندو※ العلماء کے عربی مجلہ "البعث الاسلامی" سے ان کی طویل وابستگی ناقابل فراموش ہے، وہ ایک عرصہ دراز تک اس علمی جریدہ کے چیف ایڈیٹر بھی رہے۔ ان کی زندگی کا بڑا حصہ طلبہ کی تعلیم و تربیت اور عربی زبان و ادب کے فروغ کے لئے وقف رہا جس کے لئے ہندوستان اور ملت اسلامیہ ہند ہمیشہ ان کی احسان مند رہے گی۔ مشاورت نے دارالعلوم ندو※ العلماء اور مرحوم کے اہل خانہ کو ارسال کردہ اپنے تعزیتی پیغامات میں کہا ہے کہ مولانا مرحوم کی شخصیت علمی وقار، سادگی، تواضع، شفقت اور اخلاص کا اعلیٰ نمونہ تھی۔ ملک و بیرون ملک کے علماء و طلبہ کی بڑی تعداد نے ان سے استفادہ کیا۔ ان کی تحریری، تدریسی اور صحافتی خدمات نے عربی زبان و ادب اور اسلامی فکر کے میدان میں بہت ہی گرانقدر علمی سرمایہ چھوڑا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندوی کا انتقال علمی و دینی حلقوں کے لیے ایک صدمہ ہے۔ ان کی وفات سے دارالعلوم ندو※ العلماء نے ایک ایسے عظیم عالم، استاد اور منتظم کو کھو دیا ہے جس نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ اور اپنی بہترین صلاحیتیں اس ادارے کو دیں اور اسے نئی بلندیوں سے ہمدوش کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

☆ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی آف انڈیا (ایس ڈی پی آئی) کے قومی صدر ایم۔ کے۔ فیضی نے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے پرنسپل، ممتاز اسلامی اسکالر، عالمِ دین اور مصنف حضرت مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر گہرے رنج وغم اور تعزیت کا اظہار کیا ہے۔ اپنے تعزیتی پیغام میں ایم۔ کے۔ فیضی نے کہا کہ مولانا سعید الرحمن اعظمی ندویؒ کا انتقال اسلامی علوم، تعلیم اور ادب کے میدان کے لیے ایک بڑا نقصان ہے۔ وہ ایک ممتاز عالمِ دین تھے اور بڑی تعداد میں طلبہ اور عقیدت مند ان کے علم، تدریسی خدمات اور علمی فیض سے مستفید ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا اعظمی ندویؒ نے متعدد اہم علمی اور ادبی کتابوں کے ذریعے علم و ادب کے میدان میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ تعلیم کے شعبے میں ان کی خدمات اور اپنے طلبہ کی علمی و فکری تربیت پر ان کے گہرے اثرات کو ہمیشہ احترام اور تشکر کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ ایس ڈی پی آئی کے قومی صدر نے کہا کہ مولانا کی علمی شخصیت، تدریسی خدمات اور ادبی و تحقیقی کارناموں نے انہیں ملک و بیرونِ ملک قدر و منزلت عطا کی۔ ان کے انتقال سے اسلامی علوم اور ادب کی دنیا میں ایک گہرا خلا پیدا ہوگیا ہے، جسے پُر کرنا آسان نہیں ہوگا۔ ایم۔ کے۔ فیضی نے مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہوئے کہا: "اللہ تعالیٰ حضرت مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی مغفرت فرمائے، انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے اہلِ خانہ، شاگردوں، رفقائے کار اور عقیدت مندوں کو اس ناقابلِ تلافی صدمے کو برداشت کرنے کے لیے صبرِ جمیل اور حوصلہ عطا فرمائے۔"

دہلی احتجاج: جماعت اسلامی ہند نے پولیس کارروائی پر تشویش ظاہر کی

اپوزیشن رہنماؤں کی گرفتاری روکنے اور آزادانہ تحقیقات کا مطالبہ

نئی دہلی، 8 اکتوبر (یو این آئی) جماعت اسلامی ہند کے نائب امیر پروفیسر سلیم انجینئر نے دہلی میں جاری احتجاجی مظاہروں اور اپوزیشن رہنماؤں کی حراست پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے پولیس کے رویے کی سخت مذمت کی ہے۔ انہوں نے پولیس اور متعلقہ اداروں سے سیاسی دباؤ سے بالاتر ہو کر اپنی آئینی ذمہ داریاں ادا کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ یہ اطلاع پریس کے لیے جاری ایک ریلیز میں دی گئی۔ میڈیا کے لیے جاری ایک بیان میں سلیم انجینئر نے کہا کہ احتجاج کرنے والے افراد خواہ کسی بھی سیاسی جماعت سے تعلق رکھتے ہوں، وہ عوام کے نمائندے ہیں اور جمہوری نظام میں اپوزیشن کا کردار انتہائی اہم ہے۔ ان کے مطابق ایک مؤثر اپوزیشن کے بغیر جمہوریت بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اپوزیشن رہنماؤں اور ان کے ساتھ احتجاج کرنے والے افراد کے ساتھ پولیس جس انداز میں پیش آ رہی ہے، وہ انتہائی افسوس ناک ہے اور جمہوری اقدار کے لیے تشویش کا باعث ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ پولیس اور تمام متعلقہ ادارے حکومت کے دباؤ سے آزاد ہو کر آئینی اور جمہوری طریقے سے اپنی ذمہ داریاں ادا کریں۔ 6 اور 7 اکتوبر کو آکاشوانی بھون اور جنتر منتر کے قریب اپوزیشن ارکان پارلیمنٹ کی حراست کا حوالہ دیتے ہوئے سلیم انجینئر نے کہا کہ مظاہرین اور سیاسی رہنماؤں کو احتجاج سے روکنے سے ان مسائل کا حل نہیں نکل سکتا جنہیں وہ اٹھا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جماعت اسلامی ہند اس سے قبل بھی پرامن جمہوری احتجاج پر پولیس کی پابندیوں کے خلاف تشویش کا اظہار کر چکی ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ پولیس کی جانب سے حراست میں لیے جانے اور بلا جواز ایف آئی آر درج کرنے کا سلسلہ فوری طور پر روکا جائے۔ انہوں نے پولیس کے ناروا سلوک سے متعلق الزامات کی آزادانہ تحقیقات کرانے اور قصوروار اہلکاروں کے خلاف جواب دہی طے کرنے کا بھی مطالبہ کیا۔ سلیم انجینئر نے میڈیا رپورٹس کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ جنتر منتر اور دہلی کے اطراف احتجاج کو روکنے کے لیے تقریباً 38 ہزار سیکیورٹی اہلکاروں کی تعیناتی کی اطلاعات بھی تشویش کا باعث ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سیکیورٹی اہلکاروں کو اپنے ہی ملک کے شہریوں کے خلاف استعمال کرنا ایک سنگین معاملہ ہے۔ اس سے معاشرے میں مختلف طبقات کے درمیان دوریاں بڑھتی ہیں، شہریوں اور حکومت کے درمیان اعتماد کمزور ہوتا ہے اور جمہوری نظام متاثر ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اپوزیشن کو عوامی مسائل پر اپنی آواز بلند کرنے کا آئینی حق حاصل ہے۔ جب اپوزیشن ایسے مسائل اٹھاتی ہے تو حکومت کو چاہیے کہ وہ اس کے ساتھ بات چیت کرے، اس کی بات سنے اور اس کے خدشات کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ حکومت اپوزیشن کے مؤقف سے اتفاق نہ بھی کرے، تب بھی مشاورت اور مکالمے کے ذریعے شکایات کے اظہار کا موقع فراہم کیا جانا چاہیے۔ جماعت اسلامی ہند کے نائب امیر نے حکومت اور پولیس سے اپیل کی کہ پرامن عوامی مظاہروں کو نہ روکا جائے اور مظاہرین کے تحفظ کے لیے مناسب انتظامات کیے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ عوامی نمائندوں اور مظاہرین کے ساتھ روا رکھا جانے والا رویہ صرف موجودہ احتجاج تک محدود نہیں رہتا بلکہ اس کے اثرات ملک کی ساکھ اور عالمی سطح پر ہندوستان کی جمہوری شبیہ پر بھی پڑتے ہیں۔

قواعد کی پابندی ہو تو اذان میں مداخلت نہ کریں

سہارنپور پولیس کو ہائی کورٹ کی ہدایت

پریاگراج: 8اکتوبر(پی این ایس) الہ آباد ہائی کورٹ نے سہارنپور پولیس اور ضلع انتظامیہ کو ہدایت دی ہے کہ اگر مقررہ صوتی آلودگی کے قوانین پر عمل کیا جائے تو سہارنپور کی عائشہ مسجد میں پانچ وقت اذان دینے کے حق میں مداخلت نہ کی جائے۔عدالت نے یہ ہدایت دیتے ہوئے واضح کیا کہ مسجد انتظامیہ کو Noise (Regulation Pollution Rules, (and Control 2000اور عدالت کے 2020 کے اس فیصلے کی پابندی کرنا ہوگی جس میں اذان کے لیے لاؤڈ اسپیکر اور دیگر صوتی آلات کے استعمال سے متعلق ضوابط طے کیے گئے تھے۔یہ حکم جسٹس اجیت کمار اور جسٹس گریما پرشاد کی بنچ نے یکم اکتوبر کو شاواز خان اور پانچ دیگر افراد کی جانب سے دائر درخواست پر دیا۔درخواست کا تعلق سہارنپور ضلع کے تھانہ گگال ہیڑی کے تحت گاؤں پٹھید کے پلاٹ نمبر 47 میں واقع عائشہ مسجد سے تھا۔

درخواست گزاروں نے آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت عدالت سے رجوع کرتے ہوئے ضلعی انتظامیہ اور پولیس کو ہدایت دینے کی درخواست کی تھی کہ انہیں مسجد میں دن میں پانچ مرتبہ اذان دینے اور اذان کے لیے لاؤڈ اسپیکر استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔درخواست گزاروں کے وکیل نے عدالت کو بتایا کہ اس معاملے میں پہلے بھی عدالتی فیصلے آچکے ہیں جن میں مقررہ شرائط کے تحت لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے، لیکن مقامی حکام مسجد میں اذان کے لیے لاؤڈ اسپیکر استعمال کرنے کی اجازت نہیں دے رہے ہیں۔دوسری جانب ریاستی حکومت نے عدالت کو بتایا کہ درخواست گزاروں کو اذان دینے سے نہیں روکا جا رہا۔ اعتراض صرف لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کے طریقے پر ہے۔Afzal Others v. State2&Ansari ((2020Others2&of U.P. کے مقدمے میں الہ آباد ہائی کورٹ نے قرار دیا تھا کہ اگرچہ اذان اسلام کا ایک ضروری اور بنیادی حصہ ہوسکتی ہے، لیکن

لاؤڈ اسپیکر یا دیگر صوتی آلات کے ذریعے اذان دینا مذہب کا ایسا لازمی حصہ نہیں ہے جسے آئین کے آرٹیکل 25 کے تحت تحفظ حاصل ہو۔عدالت نے یہ بھی واضح کیا تھا کہ آرٹیکل 25 کے تحت مذہبی آزادی کا حق امنِ عامہ، اخلاقیات، صحت عامہ اور آئین کی دیگر دفعات کے تابع ہے۔عدالت نے کہا تھا کہ صوتی آلات کا استعمال رات 10 بجے سے صبح 6 بجے تک نہیں کیا جاسکتا۔2020 کے فیصلے میں یہ بھی واضح کیا گیا تھا کہ اگر صوتی آلات استعمال کرنے کی باقاعدہ اجازت حاصل نہ ہو تو ان کا استعمال غیر قانونی ہوگا۔تاہم عدالت نے ساتھ ہی کہا تھا کہ مسجد کے مینار سے انسانی آواز کے ذریعے بغیر کسی صوتی آلے کے اذان دی جاسکتی ہے۔

موجودہ مقدمے میں درخواست گزاروں نے عدالت کو یقین دلایا کہ وہ صوتی آلودگی سے متعلق قوانین یا عدالت کے سابقہ احکامات کی خلاف ورزی نہیں کریں گے۔انہوں نے یقین دہانی کرائی کہ اذان کے دوران لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کے لیے مقررہ ضوابط پر سختی سے عمل کیا جائے گا۔اس یقین دہانی کے بعد عدالت نے درخواست نمٹاتے ہوئے ایک مخصوص شرط عائد کی۔عدالت نے درخواست گزاروں کو ہدایت دی کہ وہ ایک درخواست کے ساتھ نوٹری سے تصدیق شدہ حلف نامہ جمع کرائیں، جس پر ان کے دستخط ہوں اور جس میں Noise Pollution Rules, 2000اور Afzal Ansari کے 2020 فیصلے میں دی گئی ہدایات پر سختی سے عمل کرنے کا عہد کیا گیا ہو۔عدالت نے کہا کہ درخواست اور حلف نامہ جمع کرائے جانے کے بعد پولیس اور ضلعی انتظامیہ عائشہ مسجد میں پانچ وقت اذان دینے کے حق میں مداخلت نہیں کرے گی۔تاہم عدالت نے پولیس اور ضلع انتظامیہ کی ذمہ داری بھی واضح کردی۔عدالت نے کہا کہ حکام اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ درخواست گزار اپنے حلف نامے میں دی گئی یقین دہانی پر عمل کریں۔ اگر وہ مقررہ شرائط کی خلاف ورزی کرتے ہیں تو پولیس اور انتظامیہ قانون کے مطابق مناسب کارروائی کرنے کے لیے آزاد ہوں گے۔یعنی عدالت نے پانچ وقت اذان دینے کے حق کو تسلیم کرتے ہوئے لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کو صوتی آلودگی کے قوانین اور سابقہ عدالتی ہدایات سے مشروط رکھا ہے۔

عقائد کا تحفظ صرف علماء کی ذمہ داری نہیں بلکہ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے: مفتی عمر فاروق

کانپور: اسلامی زندگی میں عقیدہ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔عقیدہ دراصل ان بنیادی ایمانی حقائق پر پختہ یقین کا نام ہے جنہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرمؐ نے بیان فرمایا ہے۔توحید، رسالت، آخرت، فرشتوں، آسمانی کتابوں، تقدیر اور دیگر ضروریاتِ دین پر صحیح ایمان ہی مسلمان کی دینی زندگی کی بنیاد ہے۔ اگر بنیاد مضبوط ہو تو عمارت بھی مضبوط رہتی ہے، لیکن بنیاد میں کمزوری پیدا ہوجائے تو پوری عمارت کے متاثر ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ مذکورہ خطاب شہری جمعیۃ علماء کانپور کے زیر اہتمام منعقد کئے جارہے تحفظ عقائد پروگرام کے ساتویں منعقدہ پروگرام بمقام چھوٹی مسجد قدوائی نگر کانپور سے مفتی عمر فاروق ہادی قاسمی استاذ جامعہ عربیہ اشاعت العلوم قلی بازار کانپور نے کیا۔ انہوں نے مزید بتایا کہ اسی طرح عقائد میں کمزوری ایمان کی سلامتی کیلئے خطرہ بن سکتی ہے۔آج کے دور میں مختلف قسم کے فکری، نظریاتی اور اعتقادی فتنے تیزی سے پھیل رہے ہیں۔سوشل میڈیا، انٹرنیٹ اور مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعہ ایسی باتیں نوجوانوں تک پہنچ رہی ہیں جو اسلامی عقائد کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرتی ہیں۔بعض اوقات دینی معلومات کی کمی، غیر مستند افراد سے دینی رہنمائی حاصل کرنا اور اسلامی تعلیمات سے دوری بھی انسان کو غلط نظریات سے متاثر کر دیتی ہے، اس لئے عقائد کی حفاظت پہلے سے کہیں زیادہ ضروری ہوگئی ہے۔عقائد کا تحفظ صرف علماء کی ذمہ داری نہیں بلکہ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ علماء کرام کا فرض ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں صحیح عقائد کی تعلیم عام کریں، باطل نظریات اور گمراہ کن افکار کی وضاحت کریں اور لوگوں کے ذہنوں میں پیدا ہونے والے شکوک و شبہات کا حکمت اور دلیل کے ساتھ ازالہ کریں۔ والدین کو چاہیے کہ اپنے بچوں کو ابتدائی عمر ہی سے بنیادی اسلامی عقائد، قرآن کریم، سیرت رسولؐ اور دینی آداب سے واقف کرائیں۔اسی طرح ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے عقائد کے بارے میں مستند علماء سے علم حاصل کرے اور غیر معتبر سوشل میڈیا مواد سے احتیاط کرے۔کسی بھی دینی مسئلے کو تحقیق کے بغیر قبول یا آگے نشر نہ کیا جائے۔عقائد کا تحفظ دراصل ایمان کا تحفظ ہے۔ اسی غرض سے قاضیٔ شہر کانپور حضرت الحاج حافظ وقاری عبد القدوس ہادی صدر مجلس تحفظ ختم نبوت ونائب صدر جمعیۃ علماء اتر پردیش کی سرپرستی ومولانا ابوبکر ہادی قاسمی کنوینر اصلاح معاشرہ کمیٹی شہری جمعیۃ علماء کانپور کے زیر نگرانی یہ پروگرام منعقد کئے جارہے ہیں، چونکہ آج اس مشن کو سطح پر لاتے ہوئے مساجد، مدارس، گھروں اور تعلیمی اداروں میں عقائد کی تعلیم وتربیت کو خصوصی اہمیت دینا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ہم سب کو چاہیے کہ اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے صحیح عقائد سیکھیں، ان پر مضبوطی سے قائم رہیں اور آنے والی نسلوں تک صحیح اسلامی عقائد منتقل کریں۔ یہی ایمان کی سلامتی اور دینی زندگی کی مضبوط بنیاد ہے۔پروگرام کی صدارت مولانا محمد شکیل ندوی نے کی۔ اس موقع پر کثیر تعداد میں مصلیان مسجد و علمۃ المسلمین کی موجودگی رہی۔

دستورِ ہند کیخلاف کسی بھی عمل پر عدلیہ کا رویہ سخت ہونا چاہئے

ملک میں آئین کا وقار اور دبدبہ قائم رہنا بہت ضروری: ایڈوکیٹ محمد علی

سہارنپور (احمد رضا) اب متعصب ٹولہ خوب سمجھ چکا ہے کہ ملک کا ہندو مسلم اتحاد ٹوٹ نہیں سکتا یہ ہندو مسلم آبادی کے بیچ پیار اور احترام ہمیشہ قائم ودائم رہیگا اس لئے اب فرقہ پرست طاقتوں نے دستورِ ہند کا مزاق بنانا شروع کر دیا ہے ملک بھر میں کیسے ووٹ چوری کرتے ہوئے سرکاریں قائم کی جارہی ہیں کس طرح سے سیکڑوں سال پرانی مسجد، یں اور مدارس اسلامیہ کو بلڈوزر چلاکر نیست ونابود کیا جارہا ہے ان دنوں اس طرح کی غیر آئینی اور غیر قانونی حرکتوں کے خلاف پچھلے کچھ عرصے سے ملک بھر میں احتجاج اور دھرنے اور مظاہری ہورہے ہیں بہو بیٹیاں اور بیٹے سڑکوں پر ہیں ملک کے طلبہ حق کے لئے جدوجہد کررہے ہیں بیروزگاری اور مہنگائی کے باعث ملک کا 80 فیصد عوام تنگی اور تناؤ سے دوچار ہے سرکار بلڈوزر چلاکر اور عام لوگوں کو فرضی مقدمات میں ملوث کرکے اقتدار پر قابض رہنے پر بضد ہے سرکار حق کی آوازیں کچل رہی ہے، سینئر ایڈوکیٹ محمد علی نے زور دیتے ہوئے کہا کہ سیتاپور، سہارنپور، بہرائچ، کاس گنج، لکھنؤ، مرادآباد، رامپور، میرٹھ، غازی آباد، علیگڑھ، سنبھل کے بعد اب بریلی شریف میں مسلم رہنماؤں اور مسلم طبقہ کو زبردست اقتصادی چوٹ پہنچائی جارہی ہے سبھی سیاسی جماعتیں اور عدالتیں اس ظلم اور جبر کو کھلی آنکھوں سے دیکھ رہی ہیں آخر سپریم کورٹ خاموش تماشائی کیوں بنا ہوا ہے کیا آپ ملک کے آئین اور قوانین کے تحت ایکشن لینے میں دشواری محسوس کرتے ہیں آخر کیوں؟ آج 140 کروڑ سے زائد آبادی والے اپنے وطن عزیز میں دستورِ ہند اور جمہوری نظم ونسق کی بالادستی قائم رہنی چاہئے اگر کوئی بھی ایکشن یا عمل ملک کے دستور اور جمہوری نظم ونسق کو چیلنج کرنے کی کوشش کرے تو اس کے خلاف سخت کارروائی عمل میں لائی جائے یہی وقت کا تقاضا ہے پچھلے بارہ سالوں سے دیکھنے میں آرہا ہے کہ ملک میں بڑھتی نفرت اور دین اسلام کے خلاف بیہودہ بیان بازی اور چھینٹا کشی کی وارداتوں میں زبردست اضافہ ہوا ہے مگر سرکاری مشینری اور خدر ریاستی حکومتیں ایسے نازک حالات میں خاموش تماشائی بنی رہی جس وجہ سے ملک بھر میں غیر سماجی عناصر کی دہشت پسندی عام ہوگئی ہے اس طرح کے حالات سبھی معنوں میں ہمارے وطن عزیز کے امن واستحکام کے لئے خطرناک علامت ہے ایسے حالات میں ہم سبھی کو چاہئے کہ ملک میں آئین کا دبدبہ قائم ودائم رکھا جائے تاکہ آئین دشمن افراد کے خلاف سبھی ایکشن کے لئے متحد محاذ تیار کیا جاسکے واضح ہو کہ اندنوں جہاں مدارس اسلامیہ، مساجد، مسلم آبادی، نماز اور آزان کے ایشو پر گندی سیاست ہورہی ہے جگہ جگہ مسلم آبادی سے نفرت اور حسد کی شکایات موصول ہورہی ہیں اس سے ظاہر ہے کہ ملک کو شدد پسند تنظیموں کے ذریعہ کمزور کرنے کی سازشیں سر اٹھا چکی ہیں اگر کہیں ملی جلی آبادی میں مسلمان گھر خرید لیتا ہے تو شدت پسند افراد پولیس کا سہارا لے کر مسلم خاندان کے گھر پر سیل لگوا دیتے ہیں یعنی قانونی طور سے اسٹامپ فیس ادا کرنے کے بعد بھی مسلم ایک کروڑ کا مکان خرید کر سڑک پر کھڑا ہونے کو مجبور ہے کیونکہ ہندو علاقہ میں مسلم کو رہنے نہیں دیا جاتا اتراکھنڈ، دہلی، بہار اتر پردیش اور مدھیہ پردیش میں گزشتہ بارہ برس کی مدت میں ہزاروں مزارات، مدارس اسلامیہ، مساجد اور مسلم طبقہ کے گھروں کو بلڈوزر چلاکر زمین بوس کر دیا جاتا ہے مسلم آبادی کے خلاف بڑھتے ظلم پر سبھی خاموش تماشائی بنے رہتے ہیں۔

ہم ایسا کام کریں کہ سودا کے قصیدوں کو سب سمجھیں اور پڑھیں: پروفیسر نسیم احمد

شعبہ اردو میں سی سی ایس یونیورسٹی میں "مرزا محمد رفیع سوداؔ کی قصیدہ نگاری" موضوع پر آن لائن پروگرام کا انعقاد

میرٹھ 08/اکتوبر 2026ء اردو ادب نے سودا کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔خسرو کی پہیلیاں تو پڑھی جاتی ہیں لیکن سودا کے بہت سے قصیدوں سے ہمارے قارئین غافل ہیں۔سودا کے کلام پر سب سے زیادہ اثر بے دل کا ہے۔سودا نے بے دل سے کافی استفادہ حاصل کیا۔قصیدے میں طنز کو رکھنا ہمیں سودا نے سکھایا ہے۔یہ الفاظ تھے بین الاقوامی شہرت یافتہ محقق وناقد ڈاکٹر تقی عابدی کے جو آیوسا اور شعبۂ اردو کے زیر اہتمام منعقد "مرزا محمد رفیع سودا کی قصیدہ نگاری" موضوع پر اپنی تقریر کے دوران ادا کر رہے تھے۔ انہوں نے مزید کہا کہ سودا کے قصیدوں میں ندرت ہے، تازگی ہے اور جدت ہے۔قصیدہ کی زبان ذرا مشکل ہے مگر اس موضوع پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔سودا نے قصیدہ، مرثیہ، منقبت، رباعی وغیرہ پر بھی طبع آزمائی کی۔اس سے قبل پروگرام کا آغاز سعید احمد سہارنپوری نے کیا۔پروگرام کی سرپرستی معروف ادیب و ناقد پروفیسر اسلم جمشید پوری اور بین الاقوامی شہرت یافتہ محقق وناقد ڈاکٹر تقی عابدی] کناڈا[نے فرمائی۔ صدارت کے فرائض معروف ادیب وناقد پروفیسر صغیر افراہیم نے انجام دیے۔ مہمانِ خصوصی کے بطور پروفیسر نسیم احمد]سابق صدر شعبۂ اردو بنارس ہندو یونیورسٹی، بنارس[نے آن لائن شرکت فرمائی۔مہمانانِ اعزازی کے بطور ڈاکٹر یوسف رام پوری]اسسٹنٹ پروفیسر، ذاکر حسین کالج، دہلی[اور ڈاکٹر فرحت خاتون] صدر شعبۂ اردو، فیض عام انٹر کالج، میرٹھ شریک رہے۔پروگرام میں ایوسا کی صدر پروفیسر ریشما پروین بھی موجود رہیں۔مقالہ نگار کے بطور ناصحہ خاتون]ریسرچ اسکالر،لکھنؤ یونیورسٹی اور درخشاں چاند]لکھنؤ[نے شرکت کی اور ڈاکٹر عفت ذکیہ] صدر شعبۂ اردو، اسماعیل نیشنل مہیلا پی جی کالج، میرٹھ[نے مرزا محمد رفیع سوداؔ کے قصیدہ کی قرأت کی۔استقبالیہ کلمات محمد عیسیٰ رانا، نظامت فرحت اختر اور شکریے کی رسم محمد ندیم نے ادا کی۔ پروگرام کے موضوع کا تعارف کراتے ہوئے ڈاکٹر ارشاد سیانوی نے کہا کہ سوداؔ نے قصیدہ کی روایت کو مضبوط کیا۔ ان کی انفرادیت یہ ہے کہ دیگر قصیدہ نگاروں نے بھی سوداؔ کے قصیدوں سے تربیت حاصل کی۔سوداؔ نے بہت سے قصائد کہے لیکن اکتالیس قصیدے ان کے بہت مقبول ہوئے۔آج ہم ادب کی ہر محفل میں سوداؔ کی قصیدہ نگاری پر تبادلہ خیال کرتے ہیں۔اس موقع پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے ایوسا کی صدر پروفیسر ریشما پروین نے کہا کہ سوداؔ کی انفرادیت ان معنوں میں ہے کہ انہوں نے ایسے وقت میں قصیدہ میں طبع آزمائی کی جب اس صنف میں کوئی خاص کام نہیں ہوا تھا۔آج یہ صنف سوداؔ کی بدولت بہت مقبول ہے۔نئے طالب علم قصیدہ نگاری کے تعلق سے تحقیق میں نئے نئے گوشے عام کررہے ہیں۔سوداؔ نے اپنے قصائد کے ذریعے تشبیب وگریز میں بہت سے کمالات پیدا کیے اور اسی بنا پر معاصرین میں آپ کو اعلیٰ مقام حاصل ہوا۔درخشاں چاند نے اپنا مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ سوداؔ نے قدم قدم پر تشبیب کا سہارا لیتے ہوئے قصیدوں کی انفرادیت کو فروغ بخشا۔انہوں نے مشکل اور سنگلاخ زمین کا بھی اپنے قصائد میں استعمال کیا۔دوسری مقالہ نگار ناصحہ خاتون نے اپنے مقالے بعنوان "قصیدہ کا نقش اول: مرزا محمد رفیع سوداؔ" پیش کرتے ہوئے کہا کہ سوداؔ نے قصیدہ لکھے لیکن اسی کے ساتھ ساتھ انہوں نے غزل، نظم وغیرہ میں بھی طبع آزمائی کی لیکن آپ کو شہرت قصیدہ کے حوالے سے ہی ملی اور قصیدہ میں خاص کمال پیدا کیا۔

اچ اے وی انٹر کالج دیوبند میں تحصیل سطح کے لڑکوں کے اتھلیٹکس مقابلے کا انعقاد

دیوبند، 8/اکتوبر (ڈاکٹر فیروز خان) اچ اے وی انٹر کالج دیوبند میں تحصیل سطح کے لڑکوں کے اتھلیٹکس مقابلے کا انعقاد کیا گیا۔جس میں مختلف اسکولوں کے طلباء نے 100-400 میٹر کی دوڑ، لمبی چھلانگ اور اونچی چھلانگ سمیت مختلف کھیلوں میں اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کر میڈل جیتے۔اچ اے وی انٹر کالج میں منعقدہ اس مقابلے کا مشترکہ طور پر پریاگ راج ہائی کورٹ کے وکیل راہل مشرا، کالج مینجمنٹ کمیٹی کے رکن جگدیشور تیاگی اور پرنسپل ہیم سنگھ نے مشترکہ طور پر افتتاح کیا۔سینئر زمرہ میں اچ اے وی انٹر کالج کے نشو، آرین اور ابھیکیت نے 100، 200 اور 400 میٹر ریس میں پہلا مقام حاصل کیا جبکہ اچ اے وی کے امان اور شری گاندھی ویدک انٹر کالج چندینا کولی کے ورون نے دوسرا مقام حاصل کیا۔جونیئر زمرہ میں اچ اے وی انٹر کالج کے آرین، ٹھاکر پھول سنگھ میموریل انٹر کالج، رنکھنڈی کے سورج اور جنتا انٹر کالج ناگل کے ہریتک نے پہلا مقام حاصل کیا، جب کہ بھائلہ انٹر کالج کے ساحل، اچ اے وی کے آرین اور جنتا انٹر کالج ناگل کے آکاش نے دوسرا مقام حاصل کیا۔اس کے علاوہ طلباء نے اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے لانگ جمپ کے مقابلے میں میڈل جیتے۔ پرنسپل ہیم سنگھ نے جیتنے والے کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کی۔اس دوران اسپورٹس کوچ وجیندر چودھری، جاوید چودھری، منوج چوہان، امیت، انوج، ابھیشیک، منوج پنڈیر، شیوم تیاگی، راجیش کمار اور پروین تیاگی موجود تھے۔

عالمی یوم بینائی کے موقع پر پوسٹر سازی مقابلہ کا انعقاد

دیوبند، 8/اکتوبر (ڈاکٹر فیروز خان) عالمی یوم بینائی کے موقع پر نیو بال ودیا مندر اسکول میں پوسٹر سازی کا مقابلہ منعقد ہوا۔جس میں بچوں نے "آنکھیں قیمتی ہیں، ان کا خیال رکھیں" کی تھیم پر پوسٹرز بنائے۔جیتنے والے طلباء کو اعزاز سے نوازا گیا۔اس موقع پر ڈاکٹر شراف چیریٹی آئی ہاسپٹل کے ویشول شرما نے کہا کہ ہماری آنکھوں کو ہمارے جسم کے اعضاء میں سب سے اہم مانا جاتا ہے، کیونکہ یہ ہمیں پوری دنیا سے متعارف کرواتی ہے، لیکن ہماری آنکھیں بھی ہمارے جسم کا سب سے حساس حصہ ہے۔آنکھ کا معمولی سا مسئلہ نہ صرف بینائی کو کمزور کرسکتا ہے بلکہ بعض اوقات اندھے پن کا سبب بھی بن سکتا ہے۔دنیا بھر میں ہر سال لوگوں کی ایک بڑی تعداد غفلت، حادثے یا دیگر کسی بیماری کی وجہ سے اندھے پن کا شکار ہوجاتی ہے۔ ہر سال ماہ اکتوبر میں عالمی سطح پر "عالمی بینائی کا دن" منایا جاتا ہے، تاکہ نابینا پن کی روک تھام اور آنکھوں کے مسائل کے بارے میں عام لوگوں میں آگاہی پھیلائی جاسکے۔اس دوران پروبندر تیاگی، اسکول منیجر انوج تیاگی، جولی، سلونی، برج اور گیتا وغیرہ موجود تھے۔

مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی کی وفات پر سنبھل میں تعزیتی جلسہ

سنبھل (اسٹاف رپورٹر) معروف عالم دین بے باک ادیب وقلم کار دار العلوم ندوۃ العلماء کے مہتمم مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندوی کے انتقال پر ملال پر آج یہاں ندوۃ العلماء لکھنؤ کی شاخ مدینۃ العلوم انجمن معاون الاسلام سنبھل پر ایک تعزیتی جلسہ منعقد کیا گیا جس صدارت صدر مدرس مولانا عمران ذاکر قاسمی نے کی۔جس میں حضرت مولانا اعظمی کے شاگرد مولانا وسیم اصغر ندوی نے مولانا کے اوصاف حمیدہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ مولانا مرحوم طلباء کے ساتھ بے حد محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے اور بے پناہ اخلاص کے لئے وہ ہمیشہ یاد آتے رہیں گے، مولانا شمشاد ندوی نے بتایا کہ ان کی مشفقانہ تربیت کو ہمیشہ یاد رکھا جائے وہ بے پناہ خلوص سے طلباء کی تربیت کرتے تھے مولانا یمانی ندوی نے کہا کہ وہ محض ایک استاذ ہی نہیں تھے بلکہ وہ ایک خیر خواہ سرپرست تھے، بالخصوص مولانا کے اوقات کے اہتمام کا ذکر کیا گیا۔ مرحوم کو سنبھل کے اس ادارہ سے خاص تعلق تھا، ان کی رحلت سے ہم سب اپنے کو یتیم محسوس کر رہے ہیں۔ جلسہ میں حضرت مرحوم کے انتقال کو امت مسلمہ کا بڑا خسارہ بتایا گیا۔آخر میں صدر جلسہ نے مولانا کے علمی و تحقیقی کارناموں پر مختصر روشنی ڈالتے ہوئے ان کی صاف گوئی اور بے باکی کا خاص طور پر ذکر کیا۔آخر میں دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم اعلیٰ درجات نصیب فرمائے اہل خانہ، تلامذہ اور متعلقین کو صبر وجمیل عطا کرے۔ جلسہ میں مفتی ارشد قاسمی، مولانا ابوذر، مولانا سلمان ندوی، مولانا شعیب، قاری محمد زبیر، مولانا عبد الملک ندوی، مولانا عبد المھیمن ندوی کے علاوہ شہر کے عوامی نمائندے بھی شریک رہے۔

سئی ندی میں طغیانی سے کسانوں کی سینکڑوں ایکڑ فصلیں تباہ

اناؤ: 8اکتوبر (پی این ایس) سئی ندی کے سیلاب نے کسانوں کی محنت کو برباد کردیا ہے۔ مہینوں کی محنت سے کاشت کی گئی فصلیں ڈوب گئیں۔اسوہ اور نواب گنج بلاک کے درجنوں گاؤں سیلاب سے متاثر ہوئے ہیں۔کھیتوں میں پانی کا وسیع پھیلاؤ کسانوں کی تباہی کی داستان سناتا ہے۔میڈیا کی ٹیم سیلاب کی صورتحال کا جائزہ لینے کے لیے متاثرہ علاقوں میں پہنچی تو انھوں نے کھیتوں میں فصلیں ڈوبی ہوئی دیکھیں۔نواب گنج اور اسوہا بلاکس کے کئی دیہات بشمول دھنی کھیڑا، سرایا، گوما پور، نیا کھیڑا، بھاؤ ماؤ، ماجھیریا، نیمتیکر، بیلورا، چوپائی، سیمری، گوڈوا، لالہ کھیڑا، لکشمی کھیڑا، بوری کھیڑا، پاتھراہا، سیلار پور، کوہ کھیڑا، ایکڑ اور سب کے ساتھ فصلیں برآمد ہوئیں۔ندی کی سطح بڑھنے سے تل اور کالے چنے کی فصلوں کو کافی نقصان پہنچنے کی توقع ہے۔دریں اثنا، طویل پانی جمع ہونے کی وجہ سے دھان کی فصل بھی متاثر ہورہی ہے۔ کسانوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے اپنی فصلوں کی تیاری کے لیے بیج، کھاد، آبپاشی اور مزدوری پر پیسہ خرچ کیا لیکن سیلاب نے ان کی کوششوں کو برباد کردیا۔کسانوں کو درپیش سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ کھیتوں سے پانی ختم ہونے کے بعد بھی تباہ شدہ فصلوں کو دوبارہ لگانا آسان نہیں ہوگا۔فصلوں کا نقصان ان کی مالی حالت پر بھی اثر انداز ہوسکتا ہے۔گاؤں والوں کو خدشہ ہے کہ اگر پانی جلد کم نہ ہوا تو نقصانات مزید بڑھ سکتے ہیں۔سیلاب سے متاثرہ دیہاتیوں نے الزام لگایا ہے کہ انہیں انتظامیہ کی طرف سے مناسب امداد نہیں مل رہی ہے۔ان کا کہنا ہے کہ تحصیلدار نے ایک بار علاقے کا دورہ کیا اور لوگوں کو ہر ممکن مدد کی یقین دہانی کرائی لیکن اس کے بعد سے کسی اہلکار نے دورہ نہیں کیا۔

بریلی میں بیوی کے سر پر اینٹ مار کر قتل، بیٹی لے کر بھاگا شوہر، دو بیٹے بھی لاپتہ

بریلی: 8اکتوبر (پی این ایس) بریلی کے جوگین وادا میں جمعرات کو فیملی تنازعہ کے بعد ایک خاتون کا قتل کردیا گیا۔الزام ہے کہ اس کے شوہر ستیش راٹھور نے سروج کے سر پر اینٹ مار دی، سنگین چوٹ لگنے سے اس کی موت ہوگئی۔واردات کے بعد ملزم اپنی تین سالہ بیٹی کو لے کر فرار ہوگیا۔پولیس کے مطابق جوگین وادا کے ہنومان مورتی والی گلی کی 39 سالہ سروج کی شادی ستیش راٹھور سے ہوئی تھی۔دونوں میں اکثر فیملی تنازعہ ہوتا رہتا تھا۔سروج ابھی دو تین دن پہلے اپنے والدین کے گھر سے واپس آئی تھی۔ جمعرات کو جوڑے کے درمیان ایک اور جھگڑا ہوا جس کے دوران ستیش نے اس کے سر پر اینٹ مار دی۔قتل کے بعد ستیش اپنی تین سالہ بیٹی وندنا کے ساتھ گھر سے نکل گیا۔سروج کے دو بیٹے 13 سالہ لکھن اور 15 سالہ راجیش بھی لاپتہ تھے۔ پولیس کو شبہ ہے کہ ملزم دونوں بیٹوں کو اپنے ساتھ لے گیا ہے۔ پولیس بچوں کے بارے میں بھی معلومات اکٹھی کر رہی ہے۔واقعہ کی اطلاع ملتے ہی بارہ دری پولیس، پولیس افسران اور فیلڈ یونٹ کے ہمراہ جائے وقوعہ پر پہنچ گئی۔ فرانزک ٹیم نے جائے وقوعہ سے ضروری شواہد اکٹھے کر لیے۔سروج کی لاش اس کے والدین کی موجودگی میں پوسٹ مارٹم کے لیے بھیج دی گئی۔ پولیس ملزم کی گرفتاری کے لیے اس کے ممکنہ ٹھکانوں پر چھاپے مار رہی ہے۔ پولیس کا کہنا ہے کہ شکایت ملنے کے بعد مقدمہ درج کر کے مزید کارروائی کی جائے گی۔ بریلی کے میرگنج کے گھوارہ گاؤں میں ایک دن پہلے ایک خاتون کے قتل کا دوسرا معاملہ سامنے آیا تھا۔ پلیا، لکھیم پور کھیری کی رہنے والی انجو کی شادی تقریباً چھ سال قبل گھوارہ گاؤں کے جیدیو سے ہوئی تھی۔انجو اپنے والد کے ساتھ رودر پور، اتراکھنڈ میں رہتی تھی، جہاں وہ کام کرتی تھی۔وہ منگل کی شام اپنے سسرال پہنچی تھی۔اس رات انجو کا اپنے شوہر سے کسی بات پر جھگڑا ہوا۔الزام ہے کہ جے دیو نے اس کے سر پر پیسنے والے پتھر سے مارا۔زخمی ہونے کے بعد اسے گلا دبا کر قتل کردیا گیا۔ اس کے بعد خاندان اور کچھ دوسرے لوگ لاش کو ٹھکانے لگانے کے لیے رام گنگا ندی کے کنارے لے گئے۔لکڑی اور گائے کے گوبر سے ایک چتا بنائی گئی اور آخری رسومات شروع کی گئیں۔اسی دوران کسی نے پولیس کو اطلاع دی۔ڈائل 112 اور اسٹیشن ہاؤس آفیسر روی کمار پولیس ٹیم کے ساتھ جائے وقوعہ پر پہنچے۔ پولیس نے چتا کو جلتا ہوا پایا۔ پولیس اہلکاروں نے پانی سے آگ بجھائی اور لاش کو چتا سے نکالا۔ پولیس کے پہنچنے سے پہلے ہی وہاں موجود لوگ فرار ہوگئے۔ خاتون کا چہرہ اور بال جزوی طور پر جھلس گئے۔معاملے کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے سی او اجے کمار بھی جائے وقوعہ پر پہنچے۔فیلڈ یونٹ نے اس رات انجو کے گھر کی چھان بین کی۔ پولیس کو چھت پر چھپا ہوا ایک پیسنے والا پتھر ملا، جو خون سے لت پت تھا۔تفتیش کے دوران خاتون کے سر، گردن اور ہاتھوں پر چوٹوں کے نشانات بھی پائے گئے۔ پولیس کے مطابق ابتدائی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے سر پر پیسنے والے پتھر سے مارا گیا اور پھر گلا گھونٹ کر مارا گیا۔ پولیس نے پیسنے والے پتھر اور دیگر شواہد کو قبضے میں لے کر تفتیش کے لیے بھیج دیا ہے۔

این ایچ ایم کے کنٹریکٹ ملازمین نے 12 اکتوبر سے لکھنؤ میں ہڑتال کی دی دھمکی

اوریا: 8اکتوبر (پی این ایس) نیشنل ہیلتھ مشن کے تحت کام کرنے والے کنٹریکٹ ملازمین نے اپنے مختلف مطالبات کو لے کر احتجاج کا اعلان کیا ہے۔ انہوں نے حکومت کے خلاف احتجاج شروع کیا ہے، جس میں ریگولرائزیشن اور مساوی کام کے لیے مساوی تنخواہ کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ان کا کہنا ہے کہ سالوں سے کنٹریکٹ سسٹم کے تحت کام کرنے کے باوجود انہیں مستقل ملازمین کی طرح مراعات نہیں مل رہیں۔ریگولرائزیشن کے ساتھ ساتھ کنٹریکٹ ملازمین نے مساوی کام کے برابر تنخواہ کا مطالبہ کیا ہے۔وہ مہنگائی الاؤنس (DA)، ملازم پراویڈنٹ فنڈ (EPF)، مکان کرایہ الاؤنس (HRA)، کیش لیس طبی سہولیات، اور ٹرانسفر پالیسی کے نفاذ کا بھی مطالبہ کرتے ہیں۔ این ایچ ایم ایمپلائز آرگنائزیشن کے ضلع صدر اجے پانڈے اور جنرل سکریٹری انوراگ ورما نے کہا ہے کہ اگر ان کے مطالبات کو جلد پورا نہیں کیا گیا تو مرحلہ وار احتجاج شروع کیا جائے گا۔ 8 سے 10 اکتوبر تک کام کا بائیکاٹ کیا جائے گا۔اس کے بعد انہوں نے دھمکی دی ہے کہ اگر ان کے مطالبات نہیں مانے گئے تو وہ 12 اکتوبر سے لکھنؤ میں ہڑتال شروع کریں گے۔

ربیع کی تیاریوں میں تیزی، بیج وکھاد کا ہوگا وافر انتظام

زرعی اسکیموں کا بجٹ بروقت خرچ کرنے کی وزیر زراعت نے دی ہدایت

لکھنؤ: 08 اکتوبر۔ جمعرات کو محکمہ زراعت کی ایک اعلیٰ سطحی جائزہ میٹنگ کرشی بھون میں منعقد ہوئی جس کی صدارت ریاستی وزیر زراعت جناب سوریہ پرتاپ شاہی نے کی۔ اجلاس کے دوران وزیر زراعت نے تمام پلاننگ افسران کو ہدایت دی کہ وہ اسکیموں کے لیے مختص بجٹ کے بروقت اور زیادہ سے زیادہ استعمال کو یقینی بنائیں۔ انہوں نے عہدیداروں کو واضح ہدایات دیں کہ وہ ذاتی طور پر زمینی معائنہ کریں اور مختلف زرعی ترقیاتی کاموں کے 100 فیصد معیار کو یقینی بنائیں۔ جائزہ میٹنگ کے دوران، انہوں نے کہا کہ جن اضلاع میں زیادہ معاوضے کے دعوے ہیں، سروے کے عمل کو تیز کیا جائے اور ادائیگی کے عمل کو تیز کیا جائے۔ ان اضلاع میں بنیادی طور پر مہوبہ، جالون، للت پور، جھانسی، چترکوٹ، اور مرزا پور شامل ہیں۔ مالی سال 2026-27 کی محکمانہ اسکیموں کی مالی پیش رفت کا تفصیلی بیان پیش کیا گیا۔ محکمہ زراعت کے لیے کل 10017.45 کروڑ روپے کا بجٹ مختص کیا گیا ہے، جس کے مقابلے میں 5085.51 کروڑ روپے کی مالی منظوری جاری کی گئی ہے، اور اب تک 2946.84 کروڑ روپے خرچ کیے جا چکے ہیں۔ اسکیم کی سطح پر، 8386.94 کروڑ کے پروویژن میں سے، 3455.61 کروڑ کی منظوری کے مقابلے میں 2393.66 کروڑ خرچ کیے گئے ہیں، جو منظور شدہ ہدف کے مقابلے میں 69.27 فیصد پیشرفت کی نمائندگی کرتا ہے۔ وزیر زراعت نے بقیہ فنڈ کے بروقت استعمال اور مرکزی اور ریاستی اسپانسر شدہ اسکیموں کو مقررہ مدت کے اندر مکمل کرنے پر زور دیا۔ آئندہ ربیع مہم 2026-27 کی تیاریوں کا جائزہ لیتے ہوئے بتایا گیا کہ ریاست میں ربیع کی فصلوں کے لیے کل 12 لاکھ کوئنٹل بیج تقسیم کرنے کا ہدف مقرر کیا گیا ہے، جس میں 10.45 لاکھ کوئنٹل گیہوں، 69.96 ہزار کوئنٹل چنے، 41 ہزار 760 کوئنٹل مٹر کے بیج شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ دالوں اور تیل کے بیجوں کی 7.65 لاکھ سے زیادہ مفت منی کٹس تقسیم کرنے کا ہدف مقرر کیا گیا ہے۔ وزیر زراعت نے عہدیداروں کو ہدایت دی کہ مختلف اضلاع میں بیج کی تقسیم اور بقیہ اہداف کو پورا کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہ برتی جائے۔ اجلاس میں ربیع کی مارکیٹنگ سال 2026-27 کے لیے فصل کی اقسام کے مطابق زیادہ سے زیادہ سبسڈی کے انتظامات میں 8 سال سے کم مدت والی دال کی تمام اقسام پر زیادہ سے زیادہ 100 فیصد سبسڈی دی جا رہی ہے جبکہ چنے کی اقسام پر 75 فیصد سبسڈی دی جا رہی ہے۔ 10 سال کی مدت (اس کے علاوہ گندم کی تمام اقسام (10 سال سے کم اور اس سے زیادہ)، جو (10 سال سے کم اور زیادہ)، چنے (10 سال سے کم مدت)، مٹر (10 سال سے کم مدت)، ریپسیڈ (15 سال سے کم مدت (اور رائی/مسٹرڈ (5 سال سے کم مدت (پر زیادہ سے زیادہ 50 فیصد سبسڈی دی جا رہی ہے۔ مزید برآں، ربیع 2026-27 کے لیے کھادوں کی دستیابی اور تقسیم پر بھی تفصیلی تبادلہ خیال کیا گیا۔ 68.50 لاکھ میٹرک ٹن کھاد کے سالانہ ہدف کے مقابلہ، ریاست میں اب تک 34.19 لاکھ میٹرک ٹن کھاد دستیاب ہوئی ہے، جس میں 16.12 لاکھ میٹرک ٹن یوریا، 6.76 لاکھ میٹرک ٹن ڈی اے پی، اور 5.58 لاکھ میٹرک ٹن این پی شامل ہے۔ وزیر زراعت نے عہدیداروں کو ہدایت دی کہ وہ کوآپریٹو اور پرائیویٹ دونوں شعبوں میں کھاد کی سپلائی کی مسلسل نگرانی کریں، تاکہ کسانوں کو ربیع کی بوائی کے دوران کھاد کے حصول میں کسی قسم کی مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اس موقع پر زراعت کے ڈائریکٹر مسٹر ٹی ایم ترپاٹھی، ڈائرکٹر سیڈ سرٹیفکیشن کنیز فاطمہ، سکریٹری اپکار ڈاکٹر راجیش دوبے اور محکمہ زراعت کے دیگر سینئر افسران موجود تھے۔

حج 2027 کی تیاریوں کو رفتار، عازمین کی سہولت اولین ترجیح

دانش آزاد نے انتظامات بروقت مکمل کرنے کی ہدایت دی

لکھنؤ: 08 اکتوبر۔ حج 2027 کی تیاری اور عازمین حج کو بہترین ممکنہ سہولیات فراہم کرنے کے لیے اتر پردیش ریاستی حج کمیٹی کی ایک اہم میٹنگ آج مولانا علی میاں میموریل حج ہاؤس، سروجنی نگر، لکھنؤ میں منعقد ہوئی۔ اس میٹنگ کی صدارت وزیر مملکت برائے اقلیتی بہبود، مسلم وقف و حج، اتر پردیش اور اتر پردیش ریاستی حج کمیٹی کے چیئرمین جناب دانش آزاد انصاری نے کی۔ اجلاس میں حج 2027 کے لیے ہموار، آسان اور منظم انتظامات کو یقینی بنانے کے لیے مختلف نکات پر تفصیل سے تبادلہ خیال کیا گیا۔ اجلاس میں عازمین حج کے مفادات اور سہولیات کو اولین ترجیح دیتے ہوئے حج ہاؤس میں انتظامات کو مزید بہتر بنانے کی ہدایات دی گئیں۔ عازمین حج کے سفر سے متعلق مختلف انتظامات کی بروقت تیاری کو یقینی بنانے پر بھی زور دیا گیا، تاکہ انہیں کسی بھی سطح پر کسی قسم کی تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ وزیر مملکت اور چیئرمین جناب دانش آزاد انصاری نے کہا کہ یہ ریاستی حکومت کی ترجیح ہے کہ اتر پردیش سے آنے والے ہر عازمین حج کو بہترین ممکنہ سہولیات میسر ہوں اور ایک ہموار اور محفوظ سفر کو یقینی بنایا جائے۔ انہوں نے عہدیداروں اور ملازمین کو ہدایت کی کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ حج 2027 کے تمام ضروری انتظامات بروقت مکمل ہوں اور عازمین کی خیریت سے متعلق ہر پہلو کی موثر نگرانی کی جائے۔ اجلاس میں عازمین حج کی تربیت کے لیے تربیتی نظام کو مزید موثر بنانے کا بھی فیصلہ کیا گیا۔ اس سال، منتخب حج ٹرینروں اور ریاستی حج انسپکٹر ممبئی کے حج ہاؤس میں تربیت حاصل کرنے کے بعد، انہیں لکھنؤ کے حج ہاؤس میں اتر پردیش ریاستی حج کمیٹی کی طرف سے دو روزہ خصوصی تربیت فراہم کی جائے گی۔ اس کے بعد ضلع سطح پر عازمین حج کو ضروری معلومات اور تربیت فراہم کی جائے گی۔ یہ ٹریننگ ضلعی سطح پر منتخب حج ٹرینروں کے ذریعے معزز اراکین کی نگرانی میں دی جائے گی، تاکہ عازمین حج کو سفر سے متعلق ضروری طریقہ کار، انتظامات اور احتیاطی تدابیر کے بارے میں پہلے سے مناسب معلومات مل سکیں۔ اس بات کو یقینی بنانے پر خصوصی زور دیا گیا کہ حج پروازوں کے دوران عازمین کو کسی قسم کی مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اس مقصد کے لیے پروازوں کے نظام الاوقات، حج ہاؤس میں عازمین کے لیے سہولیات، آمدورفت، رہائش، تربیت اور دیگر ضروری انتظامات کے حوالے سے بروقت مناسب کارروائی کی جانی چاہیے۔

رام ولاس پاسوان سماجی انصاف کے مضبوط علمبردار تھے: اے کے شرما

برسی پر خراجِ عقیدت، غریبوں کی فلاح کا عزم دہرایا

لکھنؤ: 08 اکتوبر۔ شہری ترقیات اور توانائی کے وزیر جناب اے کے۔ شرما نے سابق مرکزی وزیر اور پدم بھوشن آنجہانی رام ولاس پاسوان کو ان کی برسی پر مدھوبن، مؤ میں منعقدہ ایک پروگرام میں شرکت کر کے خراج عقیدت پیش کیا۔ انہوں نے ان کی تصویر پر پھول چڑھا کر انہیں خراج عقیدت پیش کیا اور سماجی انصاف، مساوات اور عوامی خدمت کے لیے وقف ان کی زندگی کو یاد کیا۔ اپنے خطاب میں وزیر جناب اے کے۔ شرما نے کہا کہ آنجہانی رام ولاس پاسوان جی سماجی انصاف کے مضبوط حامی تھے اور جمہوری اقدار پر گہرا اعتماد رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنی عوامی زندگی میں عوامی خدمت کو اولین ترجیح دی اور محروموں، غریبوں اور کمزوروں کے مفادات کے لیے انتھک محنت کی۔ ان کی زندگی برابری، سماجی ہم آہنگی اور عوامی فلاح و بہبود کے لیے وقف کی تحریک دیتی رہے گی۔ وزیر جناب شرما نے کہا کہ آج کا دن نہ صرف آنجہانی رام ولاس پاسوان جی کو یاد کرنے کا دن ہے بلکہ غریبوں کی خدمت کرنے اور ان کی زندگیوں میں مثبت تبدیلی لانے کے ہمارے عزم کی تجدید کا بھی دن ہے۔ انہوں نے کہا کہ پچھلی حکومتوں نے طویل عرصے تک 'غریبی ہٹاؤ' کا کھوکھلا نعرہ دیا، لیکن غریبوں کو غربت سے نکالنے کے لیے جس جامع اور جامع نقطہ نظر کی ضرورت ہے وہ وزیر اعظم جناب نریندر مودی کی قیادت میں حاصل کی گئی۔ انہوں نے کہا کہ وزیر اعظم جناب نریندر مودی کا ماننا ہے کہ اگر غریبوں کو ایک ساتھ مختلف سرکاری اسکیموں کا فائدہ پہنچایا جائے تو ان کی زندگیوں میں ایک جامع تبدیلی لائی جا سکتی ہے۔ مسٹر شرما نے کہا کہ وزیر اعظم جناب نریندر مودی اور وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ کی قیادت میں ڈبل انجن والی حکومت غریبوں کی فلاح و بہبود کو ترجیح دیتی ہے اور معاشرے کے کمزور اور پسماندہ طبقات کو فوائد فراہم کرنے کے لیے مسلسل کام کر رہی ہے۔ حکومت کی کوشش یہ ہے کہ غریب خاندانوں کو نہ صرف امداد ملے بلکہ ان کی زندگیوں میں پائیدار بہتری کو بھی یقینی بنایا جائے، جس سے وہ عزت کے ساتھ خود انحصاری کی زندگی کی طرف بڑھ سکیں۔ انہوں نے کہا کہ آج غریب خاندان مفت اناج، مستقل مکان، بیت الخلا، گیس سلنڈر، کسان سمان ندھی، آیوشمان کارڈز اور اجتماعی شادیوں جیسی اسکیموں سے مستفید ہو رہے ہیں۔

آچاریہ ڈگری کو پی جی تسلیم، سنسکرت لیکچرر بھرتی کا راستہ صاف

لکھنؤ: 08 اکتوبر۔ اتر پردیش ایجوکیشن سروس سلیکشن کمیشن نے سمپورنانند سنسکرت یونیورسٹی، وارانسی کے ذریعہ جاری کردہ آچاریہ (سنسکرت) ڈگری کو پوسٹ گریجویٹ ڈگری کے طور پر تسلیم کرنے کے سلسلے میں ایک اہم نوٹس جاری کیا ہے۔ یہ فیصلہ سکریٹری، سیکنڈری ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ (سیکشن 5)، حکومت اتر پردیش، لکھنؤ کے 7 اکتوبر 2026 کے حکم کے تسلسل میں لیا گیا ہے۔ کمیشن کی طرف سے جاری کردہ ریلیز کے مطابق، سمپورنانند سنسکرت یونیورسٹی، وارانسی سے اچاریہ (سنسکرت) کی اہلیت رکھنے والے امیدواروں کو اشتہار نمبر 06/2026 مورخہ 15 ستمبر 2026 کے تحت لیکچرر (سنسکرت) کے عہدہ کے لیے درخواست دینے کی اجازت دی گئی ہے۔ کمیشن نے ایسے تمام دلچسپی رکھنے والے امیدواروں کو مطلع کیا ہے کہ وہ اس پوسٹ کے لیے درخواست دینے کی آخری اشتہار نمبر 06/2026 میں 17 اکتوبر 2026 ہے۔

انصاف پسند اور نیک انسان کی جدائی پر سابق وزیر اعلیٰ رنجیدہ

مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی کا انتقال، اکھلیش کا اظہارِ تعزیت

لکھنؤ۔ مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی کی وفات پر اکھلیش یادو نے 'فیس بک' پر لکھا کہ "ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے اپنوں کی انجمن سے ایک انصاف پسند اور نہایت نیک انسان ہمیشہ کے لیے کہیں چلا گیا ہو۔" اتر پردیش کی راجدھانی لکھنؤ میں واقع دار العلوم ندوۃ العلماء کے پرنسپل اور معروف اسلامی اسکالر مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی کا بدھ (7 اکتوبر) کی دوپہر تقریباً 3 بجے انتقال ہو گیا۔ ان کی عمر تقریباً 94 سال تھی۔ ان کے انتقال کی خبر سے ندوہ احاطے میں سوگ کا ماحول ہے۔ اس موقع پر سماجوادی پارٹی کے قومی صدر اکھلیش یادو بھی پہنچے اور اہل خانہ سے تعزیت کی۔ مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی طویل عرصے تک دار العلوم ندوۃ العلماء سے وابستہ رہے۔ انہوں نے یہیں سے تعلیم حاصل کی اور بعد میں بچوں کو پڑھانے کا کام بھی کیا۔ وہ ادارے کے پرنسپل بھی رہے۔ اتر پردیش کے سابق وزیر اعلیٰ اکھلیش یادو نے سوشل میڈیا پلیٹ فارم 'فیس بک' پر ندوہ دورے کی تصاویر شیئر کرتے ہوئے لکھا کہ "لکھنؤ کے ندوہ کالج کے پرنسپل، ہر دلعزیز مولانا سعید الرحمن اعظمی صاحب کی ہم سب کے درمیان سے ہمیشہ کے لیے رخصتی کی خبر انتہائی غمگین کرنے والی ہے۔ ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے اپنوں کی انجمن سے ایک انصاف پسند اور نہایت نیک انسان ہمیشہ کے لیے کہیں چلا گیا ہو۔ خراج عقیدت۔" ہندی نیوز پورٹل 'اے بی پی نیوز' پر شائع ایک رپورٹ کے مطابق مولانا سعید الرحمن اعظمی کے قریبی لوگوں نے بتایا کہ ان کی پیدائش لکھنؤ میں ہی ہوئی تھی اور انہوں نے ندوہ سے تعلیم حاصل کی۔ پھر اسی ادارے میں طلبہ کو پڑھایا۔ ندوہ سے وابستہ عالم نقوی نے بتایا کہ مولانا ان کے استاذ تھے۔ انہوں نے کہا کہ ندوۃ العلماء کی آج جو شناخت ہے، اس میں مولانا کا بڑا تعاون رہا ہے۔ انہوں نے تقریباً 60 سال تک مسجد میں امامت کی۔ جب وہ مسجد میں نماز پڑھاتے تھے تو ان کی آواز کافی دور تک سنائی دیتی تھی۔ انہوں نے مولانا کو انتہائی نیک دل انسان قرار دیتے ہوئے ان کے انتقال پر گہرے دکھ کا اظہار کیا۔ ندوہ کے طالب علم کمال نے بتایا کہ مولانا کا انتقال بدھ کی دوپہر تقریباً 3 بجے ہوا۔ مولانا نے ندوۃ العلماء کی شناخت کو صرف ہندوستان تک محدود نہیں رہنے دیا بلکہ بیرون ملک بھی ادارے کی شناخت بنانے میں تعاون کیا۔ ان کے مطابق ملک کی مختلف ریاستوں سے طلبہ ندوہ میں تعلیم حاصل کرنے آتے ہیں اور اس میں مولانا جیسے علماء کا اہم کردار رہا ہے۔ کمال نے مزید بتایا کہ مولانا ہمیشہ ہندو مسلم تہذیب اور باہمی بھائی چارے کو برقرار رکھنے کی بات کرتے تھے۔ سماجوادی پارٹی کی ترجمان پوجا شکلا نے بتایا کہ مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی کا انتقال تعلیمی شعبے کے لیے بڑا نقصان ہے۔ وہ اسلامی تعلیم اور عربی زبان کے عالم کے طور پر جانے جاتے تھے۔ 2019 میں خواجہ معین الدین چشتی لینگویج یونیورسٹی کی جانب سے انہیں اعزازی 'ڈی لٹ' کی ڈگری بھی دی گئی تھی۔

مولانا اعظمی ندویؒ کا انتقال علمی دنیا کا ناقابلِ تلافی نقصان

عمار رضوی کی زیر صدارت تعزیتی نشست، خدمات کو خراجِ عقیدت

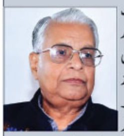

لکھنؤ، (پریس ریلیز): آل انڈیا مائنارٹیز فورم فار ڈیموکریسی کی ایک تعزیتی میٹنگ فورم کے صدر ڈاکٹر عمار رضوی کی زیرِ صدارت فورم کے دفتر، پارک روڈ، لکھنؤ میں منعقد ہوئی۔ فورم کے صدر ڈاکٹر عمار رضوی نے کہا کہ مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندویؒ کے انتقال کی خبر سے مجھے دلی رنج و غم ہوا۔ ان کے انتقال سے ملک و ملت نے ایک عظیم عالمِ دین، ممتاز ماہرِ تعلیم، عربی زبان و ادب کے بلند پایہ محقق، ادیب اور صاحبِ علم شخصیت کو کھو دیا ہے۔ ان کی وفات علمی، ادبی اور دینی دنیا کے لیے ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندویؒ نے اپنی پوری زندگی علم، تعلیم، عربی زبان و ادب، تحقیق اور دینی خدمات کے لیے وقف کر دی۔ عربی زبان و ادب کے فروغ اور ہندوستان میں عربی علمی و ادبی روایت کو مضبوط بنانے میں ان کا کردار نہایت اہم اور قابلِ قدر رہا۔ ندوۃ العلماء، لکھنؤ کے ساتھ ان کا تعلق نہایت گہرا اور دیرینہ تھا۔ انہوں نے ندوہ کی علمی و تعلیمی روایات کو آگے بڑھانے اور اسے مزید مستحکم کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ایک استاد، محقق، مصنف اور منتظم کی حیثیت سے ان کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ ان کی علمی رہنمائی سے بے شمار طلبہ اور محققین نے استفادہ کیا اور آج وہ مختلف شعبوں میں اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ عربی زبان و ادب کے میدان میں مولانا اعظمی ندویؒ کی خدمات خصوصی اہمیت رکھتی ہیں۔ انہوں نے عربی ادب، تحقیق، تنقید اور صحافت کے میدان میں گراں قدر علمی کام انجام دیا اور ہندوستان کی عربی علمی روایت کو عالمی سطح پر متعارف کرانے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ عربی زبان و ادب کے لیے ان کی غیر معمولی خدمات کے اعتراف میں انہیں صدرِ جمہوریہ ہند کے ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔ مولانا کی خدمات صرف دینی تعلیم تک محدود نہیں تھیں۔ انہوں نے جدید اعلیٰ تعلیم کے فروغ میں بھی اہم کردار ادا کیا اور انٹیگرل یونیورسٹی، لکھنؤ کے چانسلر کی حیثیت سے یونیورسٹی کی تعلیمی و علمی ترقی میں اپنی خدمات پیش کیں۔ ان کا نقطۂ نظر وسیع اور ہمہ گیر تھا۔ وہ علم، تحقیق، جدید تعلیم اور اخلاقی و دینی تربیت کو معاشرے کی ترقی کے لیے ضروری سمجھتے تھے۔

پریم چند کے متون آج بھی نئے مفاہیم کے ساتھ زندہ ہیں: ڈاکٹر ممتاز عالم رضوی

شعبۂ اردو میں پریم چند کے یوم وفات پر ایک ادبی پروگرام کا انعقاد

لکھنؤ، 08 اکتوبر 2026: خواجہ معین الدین چشتی لینگویج یونیورسٹی کے شعبۂ اردو کی ادبی انجمن 'بزمِ ادب' کے زیرِ اہتمام معروف افسانہ نگار و ناول نگار منشی پریم چند کی یوم وفات کے موقع پر انہیں خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے 'منشی پریم چند کی عصری معنویت' کے عنوان سے ایک ادبی پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ پروگرام کا مقصد پریم چند کی ادبی خدمات، ان کے فکری و فنی امتیازات اور ان کے ادب میں موجود ان سماجی و انسانی مسائل کی معنویت کو اجاگر کرنا تھا جو آج کے عہد میں بھی پوری شدت کے ساتھ ہمارے سامنے موجود ہیں۔ اس موقع پر معروف صحافی ڈاکٹر ممتاز عالم رضوی اور محمد مستقیم خاں (ایڈیٹر 'سیاسی تقدیر') نے منشی پریم چند کی شخصیت، فکر و فن اور ان کے ادبی کارناموں پر تفصیلی اظہارِ خیال کیا۔ مقررین نے پریم چند کے افسانوں اور ناولوں کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو کرتے ہوئے اس بات کو واضح کیا کہ پریم چند محض اپنے عہد کے افسانہ نگار نہیں بلکہ وہ ایک ایسے حقیقت پسند ادیب ہیں جن کے تخلیقی متون میں انسانی زندگی کے آفاقی مسائل اور معاشرتی حقیقتوں کی بھرپور عکاسی ملتی ہے۔ ڈاکٹر ممتاز عالم رضوی نے اپنے خطاب میں پریم چند کے مختلف ناولوں اور افسانوں کے منتخب متون کے حوالے سے موجودہ عہد کے سماجی حالات کا تقابلی جائزہ پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ پریم چند کے ادب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بیان کیے گئے مسائل وقت گزرنے کے ساتھ اپنی معنویت نہیں کھوتے بلکہ بدلتے ہوئے حالات میں نئے مفاہیم کے ساتھ ہمارے سامنے آتے ہیں۔ غربت، معاشی ناہمواری، طبقاتی تفریق، کسانوں کے مسائل، استحصال، عورت کی سماجی حیثیت، ذات پات کی تفریق، مذہبی وسماجی تعصبات اور انسانی اقدار کا بحران جیسے موضوعات پریم چند کے یہاں جس گہرائی اور حقیقت پسندی کے ساتھ بیان ہوئے ہیں، ان کی بازگشت آج کے معاشرے میں بھی صاف سنائی دیتی ہے۔ محمد مستقیم خاں (ایڈیٹر سیاسی تقدیر) نے بھی پریم چند کی صحافتی، ادبی اور سماجی فکر کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ پریم چند کا ادب سماج سے گہرا رشتہ قائم کرتا ہے۔ ان کی تخلیقات میں انسانی ہمدردی، انصاف، مساوات اور معاشرتی اصلاح کی فکر نمایاں ہے۔ انہوں نے کہا کہ پریم چند نے ادب کو محض تفریح کا ذریعہ نہیں سمجھا بلکہ اسے سماج کے مسائل کو سمجھنے، سوال اٹھانے اور انسانی شعور کو بیدار کرنے کا مؤثر وسیلہ بنایا۔ ڈاکٹر وصی اعظم انصاری نے پریم چند کے افسانوں اور ناولوں کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ پریم چند نے اپنے عہد کے ان مسائل کو موضوعِ سخن بنایا جو آج بھی ہمارے معاشرے میں مختلف صورتوں میں موجود ہیں۔ 'گودان' میں کسان اور دیہی زندگی کے مسائل، 'نرملا' میں عورت اور ازدواجی زندگی سے وابستہ سماجی پیچیدگیاں، 'کفن' میں غربت اور انسانی بے حسی، 'پوس کی رات' میں کسان کی معاشی مجبوری اور 'سدگتی' میں ذات پات اور سماجی استحصال جیسے موضوعات آج بھی غور وفکر کا تقاضا کرتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ پریم چند کے متون کے اندر موجود عصری معنویت آج بھی زندہ وتابندہ ہے، کیونکہ انہوں نے زندگی کو محض خارجی سطح پر نہیں دیکھا بلکہ انسانی دکھ، محرومی، ناانصافی اور سماجی ناہمواری کے بنیادی اسباب کو اپنی تخلیقات کا حصہ بنایا۔ ان کے کردار محض افسانوی کردار نہیں بلکہ ہندوستانی معاشرے کے مختلف طبقات کی نمائندگی کرتے ہیں، اسی لیے قاری آج بھی ان کرداروں اور ان کے مسائل میں اپنے عہد کی جھلک محسوس کرتا ہے۔ ڈاکٹر سدھارت سدیپ نے کہا کہ پریم چند کی عظمت کا ایک اہم سبب ان کی حقیقت نگاری اور انسان دوستی ہے۔ انھوں نے اپنے گردوپیش کے عام انسان، کسان، مزدور، عورت اور محروم طبقات کو اپنی تخلیقات کا مرکزی کردار بنا کر انہیں ادبی وقار عطا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ پریم چند کا ادب ہندوستانی معاشرے کی تہذیبی، سماجی اور معاشی تاریخ کا ایک اہم آئینہ بھی ہے اور آج کے قاری کے لیے ایک بامعنی فکری دستاویز بھی۔ آخر میں پروفیسر ثوبان سعید نے اپنی گفتگو میں کہا کہ اس پروگرام میں منشی پریم چند کی شخصیت اور ان کے فن پر سیر حاصل اور معنی خیز گفتگو ہوئی۔

باغی ایس پی ایم ایل اے راکیش پرتاپ سنگھ 14 اکتوبر کو بی جے پی میں جائیں گے

ایس پی قیادت پر شدید حملہ، پی ڈی اے نعرے کو بھی بنایا ہدف

لکھنؤ: 8 اکتوبر (پی این ایس) سماج وادی پارٹی کے باغی ایم ایل اے راکیش پرتاپ سنگھ نے باضابطہ طور پر بھارتیہ جنتا پارٹی میں شمولیت کا اعلان کیا ہے۔ وہ 14 اکتوبر کو باضابطہ طور پر بی جے پی میں شامل ہوں گے۔ میڈیا سے بات چیت میں، انہوں نے اپنے فیصلے کی تصدیق کی اور ایس پی قیادت پر سخت حملہ کیا، پارٹی چھوڑنے کی اپنی وجوہات کی کھل کر وضاحت کی۔ بی جے پی میں شامل ہونے کی اپنی وجوہات بتاتے ہوئے راکیش پرتاپ سنگھ نے کہا کہ ان کے لیے ایسی پارٹی میں رہنا ناممکن ہے جہاں بھگوان شری رام کے وجود پر سوالیہ نشان ہو، رام چریت مانس کی کاپیاں جلا دی جائیں اور پھاڑ دی جائیں۔ انہوں نے کہا کہ سیاست ایسے ماحول میں نہیں چل سکتی جہاں خاندان اور ذات کو قوم اور سماج پر ترجیح دی جائے اور سناتن دھرم کا موازنہ بیماریوں سے کیا جائے۔ ایس پی کے پی ڈی اے نعرے پر طنز کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ 14 اکتوبر کو ہونے والے اس بڑے سیاسی پروگرام میں مرکزی اور ریاستی سطح کے بی جے پی کے کئی اہم رہنما شرکت کریں گے۔ ایس پی کے "پی ڈی اے" (پسماندہ، دلت، اقلیت) نعرے پر سخت تنقید کرتے ہوئے، انہوں نے کہا کہ ایس پی کے پاس نہ تو "P"، "D" یا "A" ہے۔ راجیہ سبھا انتخابات کا حوالہ دیتے ہوئے، انہوں نے کہا کہ بی جے پی نے ہر طبقے کو مواقع فراہم کیے ۔ پسماندہ، انتہائی پسماندہ، دلت، برہمن، اور کشتریہ جب کہ ایس پی نے صرف اپنے خاندان کے افراد اور صنعت کاروں کو راجیہ سبھا میں بھیجا، جس میں کوئی دلت یا اقلیتی نمائندہ نہیں تھا۔ بی جے پی کے ٹکٹ پر گوری گنج سیٹ سے آئندہ انتخابات لڑنے کے بارے میں، انہوں نے واضح کیا کہ فیصلہ پارٹی کے پارلیمانی بورڈ اور مرکزی قیادت کے پاس رہے گا۔ انہوں نے اس اعتماد کا اظہار کیا کہ پارٹی جس کو بھی اپنا امیدوار نامزد کرتی ہے اس کی جیت کو یقینی بنانے کے لیے وہ سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہیں۔

وندے بھارت سے ٹکرائی گائے، موقع پر ہی موت

لکھنؤ: 8 اکتوبر (پی این ایس) دہرادون سے لکھنؤ آ رہی وندے بھارت ٹرین جمعرات کو حادثے کا شکار ہو گئی۔ بخشی کا تالاب علاقے میں ننداکراسنگ کے قریب ایک گائے اچانک ریلوے ٹریک پر آ گئی اور ٹرین سے ٹکرا گئی۔ ٹکر اتنی شدید تھی کہ ٹرین کے اگلے حصے کو نقصان پہنچا اور اس کا ایک حصہ ٹوٹ گیا۔ اس حادثہ میں گائے کی موقع پر ہی موت ہو گئی۔ حادثہ کے دوران لوکو پائلٹ نے ایمرجنسی بریک لگا کر ٹرین کو روک دیا۔ حادثہ دوپہر دو بجے کے قریب پیش آیا۔ ٹرین کے رکنے کی اطلاع ملتے ہی ریلوے کی ٹیم جائے وقوعہ پر پہنچی۔ ریلوے ٹیم نے گائے کو ٹریک سے ہٹایا: ریلوے ملازمین نے سب سے پہلے گائے کو پٹری سے ہٹانا شروع کیا۔ انہوں نے ٹریک کا معائنہ اور صفائی بھی کی تاکہ ٹرین آپریشن بحفاظت دوبارہ شروع ہو سکے۔ ریلوے ملازمین نے تیزی سے ٹریک کو صاف کرنے اور معمول کی سروس بحال کرنے کا کام کیا۔ اس دوران وندے بھارت ٹرین تقریباً آدھے گھنٹے تک جائے وقوعہ پر کھڑی رہی۔ 2:30 بجے لکھنؤ کے لیے روانہ ہوئی ٹرین: ٹریک کی صفائی اور معائنہ کے بعد وندے بھارت ایکسپریس کو صاف کیا گیا۔